احمدی نوجوانوں کیلئے
ماہنامہ
خالد
ربوہ

جون ۱۹۹۸ء

ایڈیٹر
سیّد مبشر احمد ایاز

۱۷ مئی ۱۹۹۸ء کو مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی بیالیسویں ۴۲ سالانہ تربیتی کلاس کی اختتامی تقریب کے مہمانِ خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ طلباء سے خطاب فرما رہے ہیں۔
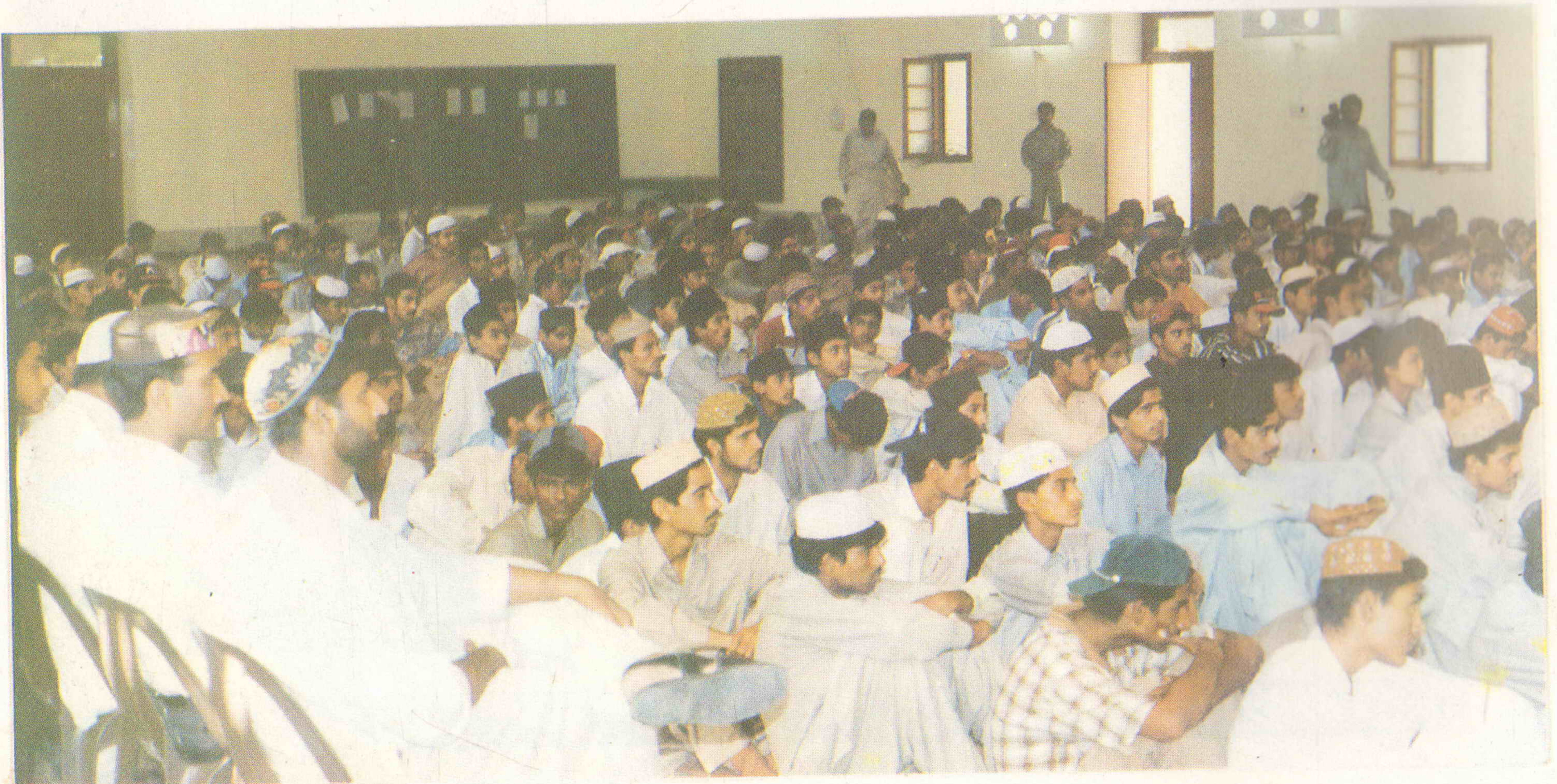
۲ مئی ۱۹۹۸ء کو مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی بیالیسویں سالانہ تربیتی کلاس ۱۹۹۸ء کے افتتاح کے لئے محترم شیخ محبوب عالم صاحب خالد
ناظر بیت المال آمد تشریف لا رہے ہیں۔
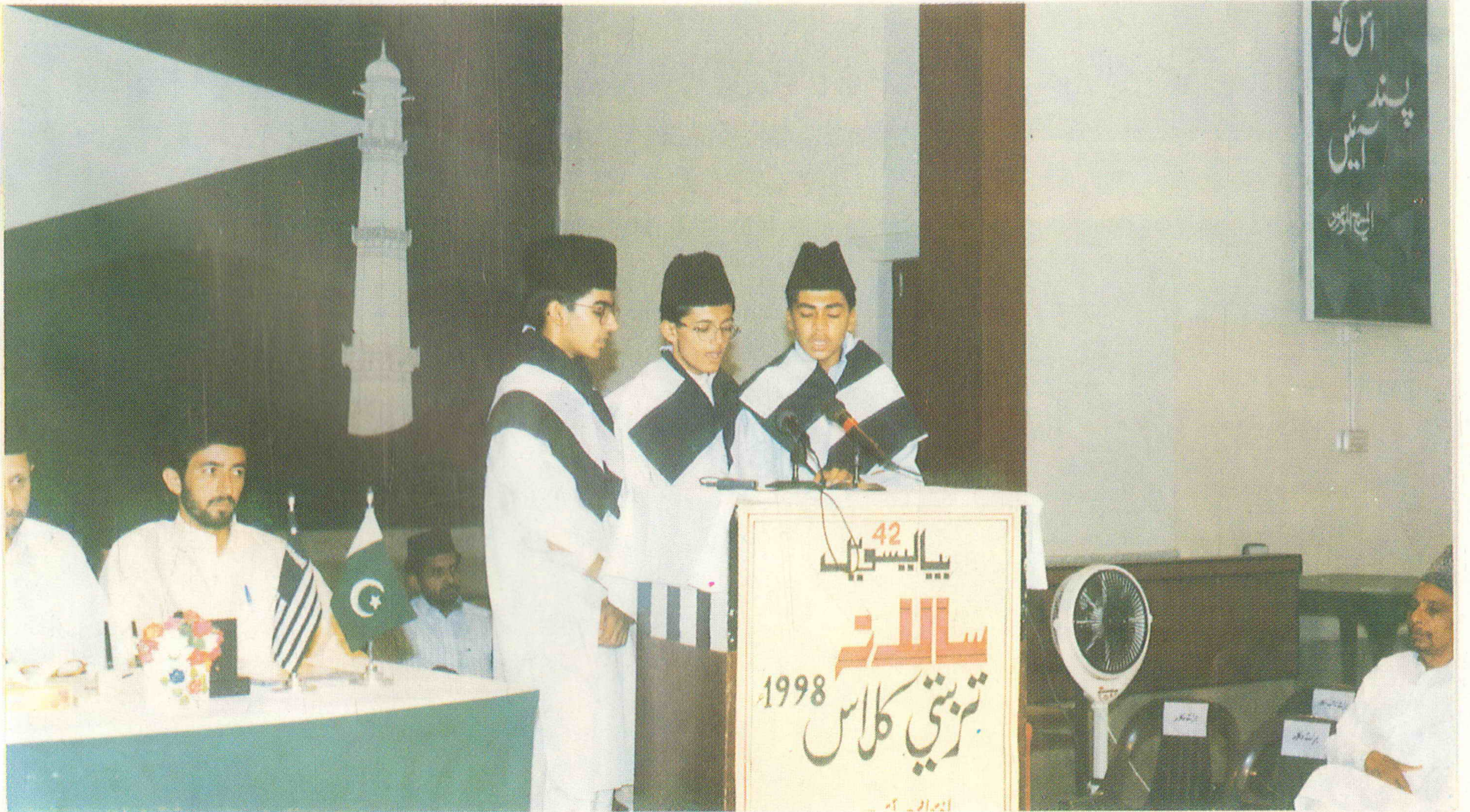
تربیتی کلاس کے طلباء خلافت سے متعلق ترانہ پیش کر رہے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد 46 شمارہ 8

فہرست مضامین
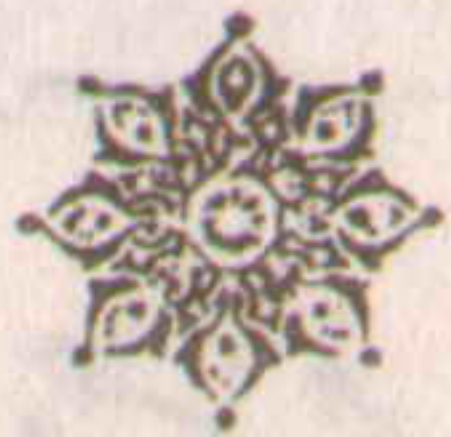
احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد ربوہ

احسان 1377 ہش

جون 1998ء

★★★★

ایڈیٹر:
سید مبشر احمد ایاز

رابطہ آفس: دفتر ماہنامہ "خالد" دارالصدر جنوبی۔ ربوہ

قیمت۔/7 روپے ★ سالانہ۔/70 روپے

مینیجر: مبارک احمد خالد

پبلشر: مبارک احمد خالد۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مشعلِ راہ

تم احمدی خادم ہو

مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے افتتاحی خطاب میں 20 نومبر 1955ء کو حضرت المصلح الموعود نے فرمایا:۔

"تمہارا نام خدام الاحمدیہ ہے۔ خدام الاحمدیہ کے یہ معنی نہیں کہ تم احمدیت کے خادم ہو۔ خدام الاحمدیہ کے معنی ہیں تم احمدی خادم ہو۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ **سید القوم خادمھم** قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے۔ اگر تم واقع میں سچے احمدی بنو گے اور سچے خادم بھی بنو گے تو تھوڑے دنوں میں ہی خدا تم کو "سید" بنادے گا۔ ہر شخص تمہارا ادب اور احترام کرے گا۔ اور لوگ سمجھیں گے کہ ملک کی نجات ان کے ساتھ وابستہ ہے۔ دیکھو یہ کس طرح اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر ملک کی خدمت کرتے ہیں۔ سو اپنے اس مقام کو ہمیشہ یاد رکھو اور ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہو کہ تمہارے ذریعہ سے دنیا کا ہر غریب اور امیر فائدہ اٹھائے۔ نہ امیر سمجھے کہ تم اس کے دشمن ہو نہ غریب سمجھے کہ تم اس کے دشمن ہو........ تم دونوں کی خدمت کرو کیونکہ احمدیت غریب اور امیر میں کوئی فرق نہیں کرتی۔ بالشویک غریبوں کی خدمت کرتے ہیں اور کیپٹلسٹ امیروں کی خدمت کرتے ہیں۔ تم خدام الاحمدیہ ہو تمہارا کام یہ ہے کہ امیر مصیبت میں ہو تو اس کی خدمت کرو اور غریب مصیبت میں ہو تو اس کی خدمت کرو۔ یہاں تک کہ ہر فرد بشر یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کی نجات کا ذریعہ بنادیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر قسم کی قومی ترقیات تم حاصل کرو گے اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں تم پر نازل ہوں گی اور یاد رکھو کہ جہاں جہاں جاؤ۔ خدام کی تعداد بڑھانے کی کوشش کرو........ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تم کو سچے طور پر خدام الاحمدیہ بننے کی توفیق دے کیونکہ ملک کو خدام احمدیہ کی ضرورت ہے جیسے میں نے بتایا ہے خدام الاحمدیہ جب ہم نے نام رکھا تھا تو اس کے یہ معنی نہیں تھے کہ تم احمدیوں کے خادم ہو اگر تم یہ معنی کرو گے تو بڑی غلطی کرو گے اور ہم پر ظلم کرو گے۔ خدام الاحمدیہ سے مراد تھا احمدیوں میں سے خدمت کرنے والا گروہ۔ تم خادم تو دنیا کے ہر انسان کے ہو لیکن ہو احمدیوں میں سے خادم اس لئے اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم احمدیوں کی خدمت کرو بلکہ مطلب یہ تھا کہ احمدی سٹینڈرڈ کے مطابق خدمت کرو۔ سو اپنا احمدی سٹینڈرڈ قائم کرو اور اسے بڑھاتے جاؤ........ اس طرح آپ ہی آپ تمہارا کام دوسروں سے بلند ہوتا چلا جائے گا اور تم ملک کے لئے ایک ضروری وجود بن جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے تم پر فضل نازل ہوں گے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۵۶ء جلد ۴۵/۱۰ شمارہ نمبر ۵۴ صفحہ ۵ کالم نمبر ۱۔ ۲)

عفو و درگذر

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ

(الشوریٰ:۴۱)

ترجمہ:۔ کسی کے ظلم کا صرف اتنا بدلہ ہی لینا جائز ہے (جتنا کہ اس سے قصور یا ظلم سرزد ہوا ہے۔) اور جو معاف کردے (مگر اس کے اس عفو کے نتیجہ میں فرد اور معاشرہ میں اصلاح پیدا ہوتی ہو) تو پھر ایسے شخص کا اجر اللہ کے ذمہ ہو گیا اور یاد رکھو کہ (انتقام یا عفو دونوں صورتوں میں) حد سے نہ بڑھ جاؤ کیونکہ اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

عفو و درگذر (دین حق) میں پسندیدہ خلق ہے مگر (دین حق) کسی ایسے عفو کی تعلیم ہرگز نہیں دیتا جو آخر بے غیرتی کی حد میں داخل ہو جائے۔ بلکہ (دین حق) کی تعلیم نہایت متوازن اور عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"(دین حق) نے......... وہ پاک تعلیم دی ہے جو دنیا کی جان ہے اور انسان فطرتاً اس پر عمل کرتا ہے اور وہ یہ ہے جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفا و اصلح فاجره على الله (الشوریٰ:۴۱) یعنی بدی کی سزا اسی قدر بدی ہے۔ لیکن اگر کوئی عفو کرے مگر وہ عفو بے محل نہ ہو بلکہ اس عفو سے اصلاح مقصود ہو تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ مثلاً اگر چور کو چھوڑ دیا جائے تو وہ دلیر ہو کر ڈاکہ زنی کرے گا۔ اس کو سزا ہی دینی چاہئے۔ لیکن اگر دو نوکر ہوں اور ایک ان میں سے ایسا ہو کہ ذرا سی چشم نمائی ہی اس کو شرمندہ کر دیتی اور اس کی اصلاح کا موجب ہوتی ہو تو اس کو سخت سزا دینا مناسب نہیں۔ مگر دوسرا عمداً شرارت کرتا ہے اس کو عفو کریں تو بگڑتا ہے اس کو سزا ہی دی جاوے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۳۱)

پھر ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"ہماری شریعت کا یہ حکم ہے کہ موقعہ دیکھو۔ اگر نرمی کی ضرورت ہے خاک سے مل جاؤ۔ اگر سختی کی ضرورت ہے سختی کرو۔ جہاں عفو سے صلاحیت پیدا ہوتی ہو وہاں عفو سے کام لو۔ نیک اور باحیا خدمتگار اگر قصور کرے تو بخش دو۔ مگر بعض ایسے خیرہ طبع ہوتے ہیں کہ ایک دن بخشو تو دوسرے دن دگنا بگاڑ کرتے ہیں۔ وہاں سزا ضروری ہے۔" (الحکم بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورہ آل عمران ۱۵۲)

پھر حضور علیہ السلام اپنی جماعت کو حتی الامکان عفو کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"تمام اخلاق میں سے اعلیٰ خلق یہی ہے کہ انسان اپنے قصور واروں کے قصور معاف کرے اور اپنے گناہ کرنیوالوں کے گناہ بخشے" (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۹۱)

اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"معاف کرنا ایک ایسا فعل ہے کہ وقت مناسب پر انسانی فطرت اس کو قبول کرتی ہے۔ اس لئے عقل سلیم کے نزدیک ایک سخت

گیر انسان جو کبھی اپنے نوکروں کے گناہ معاف نہیں کرتا قابل ملامت ہوتا ہے۔"

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۹۲)

پھر آپ عفو و احسان کی ایک نہایت حسین مثال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"کہتے ہیں کہ امام حسنؓ کے پاس ایک نوکر چائے کی پیالی لایا۔ جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی۔ آپ نے تکلیف محسوس کر کے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا۔ غلام نے آہستہ سے کہا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ یہ سن کر امام حسنؓ نے فرمایا کَظَمْتُ غلام نے پھر کہا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ کظم میں انسان غصہ دبا لیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی اس لئے عفو کی شرط لگا دی ہے۔ آپ نے کہا۔ میں نے عفو کیا پھر پڑھا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جا آزاد بھی کیا۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۱۵)

آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات میں سے وہ اقتباس پیش کیا جاتا ہے جس میں حضور علیہ السلام اپنی جماعت کو نہایت درد سے مخاطب کرتے ہوئے اور ہمیشہ پیش نظر رکھنے والی اخلاقی تعلیم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے۔ اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازہ کیلئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بد قسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔" (کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲، ۱۳)

توجہ فرمائیں

مخدمت والدین واقفین نو/سیکرٹریان وقف نو/صدران/امرائے کرام اور احباب جماعت!

☆ کیا آپ نے اس امانت کا جو واقفین نو کی صورت میں آپ کے اور نظام سلسلہ کے سپرد ہوئی - حق ادا کر دیا ہے؟

☆ کیا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کے مطابق ان کی تربیت کر رہے ہیں؟

☆ کیا قرآن کریم ناظرہ باترجمہ، نمازوں، دعاؤں، حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے تعلق - سچائی، صفائی، اطاعت میں یہ بچے مثالی کردار کے حامل ہو چکے ہیں۔

☆ کیا لازمی عربی اردو اور کم از کم ایک غیر ملکی زبان سیکھ رہے ہیں۔

☆ کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ آئندہ صدی کے چیلنجوں کا مقابلہ کر سکیں گے؟

جواب خواہ ہاں میں ہو یا نہ میں دونوں صورتوں میں آپ کی دلی دعاؤں اور عملی توجہ کی ضرورت ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

وکیل وقفِ نو تحریک جدید ربوہ

یہ مائدہ ہے سے ڈشوں میں اُتار کر دیکھو

(مرتبہ مکرم راجہ برہان احمد صاحب)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبات اور دیگر پروگرام مثلاً ترجمۃ القرآن' ملاقات' اردو کلاس اور ہومیوپیتھی کلاس' مستقل پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطبات اور علم و معرفت سے پر قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ و تشریح اور دین و دنیا میں راہنمائی پر مبنی سوالات و جوابات کے پروگرام ملاقات اور دیگر پروگرام ہفتہ بھر دیکھے اور سنے جاتے ہیں۔ ان کا خلاصہ اور ایک جھلک ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن میں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہے۔ ادارہ خالد ماہ فروری کے ان پروگراموں کا خلاصہ الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ قارئین کے لئے شائع کر رہا ہے۔ اس درخواست کے ساتھ کہ تمام احمدی نوجوانوں کو ایم ٹی اے سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

خطبات جمعہ

آپ میں سے وہی میرا مددگار ہو گا جس کو بنی نوع انسان سے محبت ہے

جماعت احمدیہ سویڈن کو خصوصیت سے دلوں کی کدورتیں دور کرنے اور باہمی محبت کے رشتے بڑھانے کی تاکید

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۷ فروری ۱۹۹۸ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ بیت الفضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیات ۲۰ تا ۲۲ کی تلاوت کی اور ان کا مختصر تشریحی ترجمہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ اس دور میں جماعت کی تربیت میں میں نے ان آیات کو بہت ہی اہم اور رہنما پایا ہے۔ اس کے بعد حضور نے جماعت سویڈن کے متعلق فرمایا کہ گزشتہ خطبات میں خصوصیت سے وہاں کے جو خاندان مخاطب تھے ان میں سے اکثر اللہ کے فضل سے واپس جماعت کی طرف لوٹ آئے ہیں اور ان کے جو خطوط مجھے ملے ہیں اس سے یقین ہے کہ آئندہ انشاء اللہ ان کی طرف سے مجھے دکھ نہیں دیا جائے گا۔

حضور نے سویڈن کے ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کو ان سے محبت کی وجہ سے ان کی ضرورت تھی کہ وہ سمجھ لیں کہ نظام جماعت ایک تقدس رکھتا ہے۔ حضور نے فرمایا جو پاک تبدیلیاں وہاں واقع ہوئی ہیں وہ میرے لئے خوشی کا موجب ہیں۔ مگر کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے جرائم ایسے گھناؤنے ہیں کہ وہ آج کی معافی کے اعلان عام سے مستثنیٰ ہیں اور ان کو ہرگز اجازت نہیں کہ وہ ہماری بیوت الذکر کو گندا کریں۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں آپ نے فرمایا ہے کہ انسان کی آرزوؤں

اور تمناؤں کے مطابق زندگیاں نہیں ڈھالی جاتیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی بھی بے چین نہ رہتا۔ تمام بے چینیاں آرزوؤں کی ناکامی پر گواہ ہیں۔ تمناؤں کا سلسلہ اور ہے اور قضاء و قدر کا سلسلہ اور ہے۔ یہ سادی سی حقیقت ہے لیکن اسے بھلا دیا جاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔"

حضور نے خطبہ کے آخر پر پھر جماعت سویڈن کا ذکر فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان نیکیوں پر انہیں دوام عطا فرمائے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ۶ مارچ ۱۹۹۸ء

تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تاکہ کسی وبا یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ ہو سکے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے جماعت کی تربیت کے سلسلہ میں نہایت اہم نصائح

حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الجاثیہ کی آیات ۲۱ تا ۲۳ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو اقتباسات میں جماعت کے سامنے بیان کر رہا ہوں ان کے ساتھ ان آیات کے مضامین کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا وہ لوگ جو طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا ہو چکے ہوں انہوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ ہم ان سے ان لوگوں جیسا سلوک کریں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے۔ ساء مایحکمون وہ جو فیصلہ کر رہے ہیں وہ بہت برا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ان کا فیصلہ ان کے خلاف پڑے گا۔ دوسرے یہ کہ ان کے اس فیصلے کے نتیجہ میں ساری دنیا میں فساد پڑے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سارے گناہوں سے توبہ کر کے خدا کے حضور آجانے والوں کے شیطان قریب بھی نہیں پھٹکتا۔ وہ وہیں آتا ہے جہاں اسے تھوڑی سی گنجائش مل جاتی ہے۔ جب خدا کو مقدم رکھا جاوے تو برکات کا نزول ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے توبہ و استغفار کی کثرت اور دعا ربنا ظلمنا انفسنا...... الخ کثرت سے پڑھنے کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج بھی شیطان سے جنگ کے وقت ہر انسان کو اس آیت کی پناہ میں آنا ہوگا۔ حضور علیہ السلام کے ایک ارشاد کے حوالہ سے حضور نے جماعت کو تمسخر اور ٹھٹھے سے گفتگو کرنے سے پرہیز کی طرف توجہ دلائی اور لطیف پاکیزہ مزاح اور تمسخر اور استہزاء کے کلام میں فرق واضح فرمایا اور بتایا کہ تمسخر اور سفاہت کی باتیں ہمیشہ فساد پیدا کرتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ پس اپنے مقام میں رہتے ہوئے ان باتوں کی طرف سفر شروع کریں جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۳ مارچ ۱۹۹۸ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایات کی پناہ میں آئے بغیر انسان کو آرام نہیں مل سکتا

حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الجاثیہ کی آیات ۲۱ تا ۲۳ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ گزشتہ خطبہ جمعہ میں بھی انہی آیات کی تلاوت کی تھی اور انہی

کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پیش کر رہا تھا۔ حضور نے اس مضمون کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے حضور علیہ السلام کے اقتباس کو پڑھ کر اس کی ضرورت تشریح و تفسیر کو بیان فرمایا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یہ تو وہ وصیت ہے جو ہم نے جماعت کو کر دی اور ہم ایسے شخص سے بے زار ہیں اور اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں جو اس پر عمل نہ کرے۔"

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس جگہ خارج کرنے کا مضمون بھی غور طلب ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رسمی طور پر ایسے لوگوں کو جماعت سے خارج نہیں کیا۔ پس یہ خارج ہونا معنوی ہے۔ یہ خارج کرنے کی کوئی رسمی کارروائی نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا۔ وہ ڈرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تم اس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کیلئے چنا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود کے زریں ارشادات کے حوالے سے احباب جماعت کو خصوصیت سے ان نصائح پر عمل کرنے اور نیک نمونہ قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۸ء

نیکی میں ترقی کرنی چاہئے۔ جو شخص نیکی کی جانب چاہے تھوڑی رفتار سے چل رہا ہو اسے ضرور غیب سے مدد ملتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الانشقاق کی آیات ۷ تا ۹ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان آیات میں بتلایا گیا ہے کہ انسان اپنے رب کی طرف بہت مشقت کے ساتھ زور لگا کر جانے والا ہے۔ اور پھر اس سے ملنے والا ہے اور وہ شخص جسے اس کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں دی جائے گی اس کا آسان حساب کیا جائے گا۔ حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النباء کی آیات اور اسی طرح سورۃ الغاشیہ کی آخری آیات کے حوالہ سے بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک حدیث نبوی بھی پیش فرمائی جس میں ذکر ہے کہ جس کے محاسبہ میں سختی کی گئی وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اسی طرح مسند احمد بن حنبل میں حضرت عائشہؓ سے مروی ایک حدیث ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دوران نماز یہ دعا کرتے سنا کہ اللھم حاسبنی حسابا یسیرا اے میرے اللہ! مجھ سے حساب آسان فرمادے۔ جب حضور اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ حسابا یسیرا سے کیا مراد ہے؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس کا اعمال نامہ سرسری نظر سے دیکھا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ گناہ اور نیکی کے فرق کو واضح کرتے ہوئے ہمیشہ نیکی میں ترقی کرنے اور آگے قدم بڑھانے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ نیکی میں ترقی کرنی چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا۔

(بالترتیب الفضل انٹرنیشنل ۱۳ مارچ تا ۱۹ مارچ، ۲۰ تا ۲۶ مارچ، ۲۷ مارچ تا ۲ اپریل، ۳ تا ۱۹ اپریل ۱۹۹۸ء)

بچوں کی اردو کلاس

۲۰ فروری سے ۲۰ مارچ کے ایک ماہ کے دوران بچوں کی اردو کلاس ۲۱ اور ۲۸ فروری اور ۷ اور ۱۴ مارچ کو نشر کی گئی۔ ۲۱ فروری کی کلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کے پروگرام میں یوم مصلح موعود کے سلسلے میں تلاوت اور نظم کے بعد پیشگوئی مصلح موعود اور حضرت مصلح موعود کی دینی خدمات اور کارنامے کے موضوعات پر بچوں نے تقریریں کی۔

۱۴ مارچ کی کلاس میں حضور انور نے فرمایا کہ نئے پروگرام کے تحت پچھلی دفعہ میں نے مشاہدہ کیا تھا کہ بعض بچے بہت چھوٹے ہونے کی وجہ سے بات سمجھ نہیں سکتے اور ادھر ادھر دیکھتے رہتے ہیں اس لئے ان کا آنا بند کر دیا جائے لیکن پھر مجھے ان بچوں کی اس کلاس سے محبت کا خیال آیا تو میں نے سوچا کہ آہستہ آہستہ سمجھنے لگیں گے اور ان کی تربیت بھی ہو گی اس لئے میں نے یہ فیصلہ بدل دیا ہے۔ پروگرام تلاوت و نظم اور حدیث اور ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا۔ حضور انور کی ایک تازہ نظم ترنم سے سنائی گئی لیکن اس کا ترجمہ حضور انور کو کچھ زیادہ پسند نہ آیا اور فرمایا کہ میں خود اس کا ترجمہ کروں گا۔ ایک اور نظم کے بعد "ایم ٹی اے اور احمدی بچے" کے موضوع پر ایک مقالہ پڑھا گیا اور آئس کریم کی تقسیم کے بعد پروگرام اختتام کو پہنچا۔

ہومیو پیتھی کلاس

20 فروری سے 20 مارچ کے دوران 26,23 فروری اور 16,12,9,5,2 اور 19 مارچ کو ہومیو پیتھی کلاس نشر کی گئی جو بالترتیب کلاس نمبر 109,108,107,106,105,104,103 اور 110 تھیں۔ ریکارڈ شدہ 29,28,22,21,15 اگست 1998ء اور 27,26 ستمبر 1995 تھیں۔

26 فروری کو نشر کی گئی کلاس نمبر 104 میں حضور نے فرمایا کہ:-

"خوشی کی بات یہ ہے کہ روزانہ ایسے خطوط ملتے ہیں جن میں لکھا ہوتا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ Anti_biotics سے نجات مل گئی ہے۔

مجلس سوال و جواب

یہ مجلس 21,22 فروری اور یکم 15,13,8,6 اور 20 مارچ کو مختلف زبانوں کے احباب سے ہوئی۔

اتوار ۲۲ فروری ۱۹۹۸ء: اس دن انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا دن تھا۔ اس مجلس میں جو اہم سوالات پوچھے گئے وہ یہ تھے۔

"....ایک صاحب نے سوال سے پہلے، دوائیوں کے جسم پر اثرات وغیرہ پر اپنے خیالات کا تعارفی طور پر اظہار کیا اور بائبل کوڈز کے بارے میں پوچھا۔

"....اسلامی faith کی خوبیوں اور اوصاف کے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ بنیادی faith ایک ہی ہوتا ہے۔ ساری کائنات میں خدا کی ہستی کا تصور ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔

"....مسلمان عورتوں کو پردے میں رکھنا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ان کی حفاظت کے لئے سمجھا جاسکتا تھا لیکن آج کل کے زمانے میں تو پردے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی تو کیا اسلام کی تعلیم اس سلسلے میں آج بھی ٹھیک ہے؟ کیا یہ تعلیم مذہبی ہے یا حفاظتی قدم ہے؟

حضور انور نے اس سوال کے جواب میں جدت پیدا کی اور فرمایا کہ Rationality ابدی ہے اور خدا کا سایہ ہے۔ اور انسانی فطرت پر منعکس ہے۔ خواہ کوئی بھی مذہب ہو خدا کا کلام Rational ہوگا اور قرآن مجید کا کوئی بھی حکم ایسا نہیں جو انسانی فطرت کے مطابق نہ ہو۔ اس لئے یہ حکم سوسائٹی کی عفت کے لئے ہے اور پردہ عفت کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کی ظاہری شکل ایک سوسائٹی سے دوسری سوسائٹی میں بدلتی رہتی ہے۔ قرآن اس کی فلاسفی کو بیان کرتا ہے اور عفت پر زور دیتا ہے۔ کسی سوسائٹی میں مختلف بہانوں سے آزادی کے نام پر ایسے اطوار اختیار کرلئے جاتے ہیں جو خاندانوں کی تباہی اور جنسی بیماریوں کا باعث بن جاتے ہیں۔ یہ ایسے مسائل ہیں جنہیں میں تفصیل کے ساتھ بیان کرچکا ہوں۔ جو آڈیو، ویڈیو کیسٹس میں اور تحریری شکل میں بھی موجود ہیں۔ آپ پردہ کی فلاسفی انہیں سننے اور پڑھنے سے جان سکتے ہیں۔

⊙ ....عیسائی کہتے ہیں انسان گنہگار پیدا ہوا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ انسان خدا کے Image پر پیدا ہوا ہے؟

جمعۃ المبارک ۲۷ فروری ۱۹۹۸ء:۔ ۲۳ فروری ۱۹۹۸ء کو ریکارڈ کردہ فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کی ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا۔

حضور انور کی سٹوڈیو میں تشریف آوری سے قبل مکرم و محترم عطاء المجیب صاحب راشد نے بیان کیا کہ ابھی ابھی جو عید الفطر گزری ہے اس سلسلے میں عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ہمیشہ ایسٹر وغیرہ ایک ہی دن مناتے ہیں اور مسلمان ہر سال اخباروں میں خبریں شائع کرتے ہیں کہ ہم رمضان ایک ہی دن شروع کریں گے اور عید بھی ایک ہی دن منائیں لیکن ایسا کبھی نہیں ہوسکا۔ آپ نے کچھ وجوہات تفصیل سے بتائیں اور پھر حضور انور تشریف لے آئے اور اسی مضمون کی مزید وضاحت فرمائی کہ رمضان اور عید کے ایک ہی دن نہ ہوسکنے کی وجہ مسلمانوں کی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ تمام دنیا میں چاند ایک ہی دن نہیں دیکھا جاسکتا جس کی رویت پر عیدین کے دنوں کا انحصار ہے۔ اس لئے Royal Observator سے رابطہ کرکے چاند کے نکل آنے کی یقین دہانی کے مطابق عمل کریں جیسا کہ جماعت احمدیہ ہمیشہ کرتی ہے۔

کسی نے کہا پچھلے پروگرام میں حضور انور نے فری میسن کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ لوگ جماعت احمدیہ اور کیتھولکس میں infiltrate نہیں کرتے اس کی کیا وجہ ہے۔

حضور نے اسکا تفصیلی جواب دیا۔

ہومیوپیتھی کے روح پر اثرانداز ہونے اور ہندوؤں کے آواگون کے عقیدے کے متعلق سوالات پر حضور انور نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔

اتوار، یکم مارچ ۱۹۹۸ء:

حضرت امام جماعت ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی انگریزی بولنے والے زائرین کے ساتھ ملاقات کا پروگرام ریکارڈ اور براڈکاسٹ کیا گیا۔

اس پروگرام میں کئے گئے چند اہم سوالات اور ان میں سے ایک کا جواب مندرجہ ذیل ہیں۔

سرزمین افغانستان آئے دن آفات سماوی کا شکار رہتی ہے۔ کیا یہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی شہادت کی وجہ سے ہے؟

ہم لوگوں کو کس طرح سمجھائیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے؟

مذہب اور Cult میں کیا فرق ہے؟

لائبیریا میں جماعت کے سکولوں اور بیوت وغیرہ کا کیا حال ہے؟

قرآن کا مجرم کو سزا کے بارہ میں کیا ارشاد ہے؟

زمبابوے کے سیاسی حالات پر تبصرہ اور حضور انور سے مشورہ کی درخواست کی گئی۔

بچوں کی تربیت اسلام میں کیسے ہونی چاہئے؟

میں سیرالیون کے سیاسی حالات کی وجہ سے متفکر ہوں۔ حضور کا کیا مشورہ ہے؟

خدا تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور حضرت عیسیٰ نے بھی دعا کی تو پھر خدا تعالیٰ نے انہیں صلیب پر چڑھنے ہی کیوں دیا؟

مغرب کے لوگ کہتے ہیں کہ تیسری دنیا میں غربت کا باعث زیادہ آبادی ہے۔

مذہب مڈل ایسٹ سے ابھرے اور افریقہ کے کالے لوگ اس کی حکمت جاننا چاہتے ہیں کہ کالے لوگوں سے کیوں کوئی نہ ہوا۔؟

حضور انور نے فرمایا کالے اور گوروں میں امتیاز ہی شکست کا اعتراف ہے۔ خدا تعالیٰ نے سب رنگ خوبصورت بنائے ہیں۔ مڈل ایسٹ بھی بلیک کا علاقہ ہی ہے۔ اس لئے یہ اعتراض کرنے والے قرآن مجید پر یقین نہیں رکھتے۔

جمعۃ المبارک ۶ مارچ ۱۹۹۸ء:۔ معمول کے مطابق فرنچ بولنے والے افراد کے ساتھ ملاقات کا دن تھا۔ چند اہم سوالات درج ذیل ہیں۔

☆ کیا جانور اور پرندے بھی خدا تعالیٰ کی ہستی اور موجودگی کو سمجھتے ہیں؟

☆ تیسری جنگ عظیم کے دوران احمدیوں کا کیا بنے گا؟

☆ کیا خلوت میں رہنا کمزوری یا نیکی کی وجہ سے ہے؟

☆ پھلوں کے استعمال کے متعلق سوال کیا

☆ حضرت عیسیٰؑ کا Gospel کشمیر اور افغانستان میں کیسے مل سکتا ہے؟

☆ کیا قیامت کے دن فیصلہ پبلک ہوگا اور سب دیکھ رہے ہوں گے؟

☆ Organisation کیوں ضروری ہے؟ حضور انور نے فرمایا Organisation تو جانوروں میں بھی پائی جاتی ہے اور پھر حضور انور نے شہد کی مکھیوں کے Discipline اور Organisation پر تفصیلا روشنی ڈالی۔

اتوار ۸ مارچ ۱۹۹۸ء:۔ انگریزی بولنے والے زائرین کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کا دن تھا۔ چند سوالات درج ذیل ہیں۔

☆ کیا شرعی قوانین میں سیاست کو دخل دینا چاہئے۔

☆ ایک سائل نے Fundamentalism کے بارے میں سوال کیا۔

☆ ایک سائل نے کہا مجھے پچھلے سال یو۔کے کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا موقع ملا اور سوال و جواب کی مجلس میں Euphersnesia کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں یہ بتایا گیا کہ انسان کو کسی کی جان لینے کا حق نہیں تو پھر انسان کو جانوروں کی جان لے کر انہیں بطور خوراک استعمال کرنے کا کیوں حق ہے۔

☆ ایک خاتون نے کہا میرا سوال آواگون کے بارے میں ہے۔ عیسائی ہونے کی وجہ سے میں موت کے بعد زندگی پر اعتقاد رکھتی ہوں لیکن یہ آواگون کے چکر میں فلاسفی کے بارے میں کچھ جاننا چاہتی ہوں۔

☆ ایک اور سوال موت کے بعد زندگی کے بارے میں ہوا کہ مرنے کے بعد قیامت کے دن جی اٹھنے کے درمیان تک انسان کے ساتھ کیا ہوگا۔

☆ احمدیت میں کثرت سے لوگ داخل ہو رہے ہیں تو کیا Fundamentalism کی وجہ سے ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی مذہب دنیا میں شعور پیدا کر دیتا ہے اور وہ Rational ہے تو پھر لوگ مقابلے پر اتر آتے ہیں۔ ہم انسان میں بیداری پیدا کر رہے ہیں اور Intellectual لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ کئی خطوط موصول ہوتے رہتے ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں کتاب پڑھی ہے جس نے ہماری فطرت کو اپیل کی ہے۔

جمعۃ المبارک ۱۳ مارچ ۱۹۹۸ء:۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے زائرین کے ساتھ سپیشل پروگرام کے تحت ریکارڈ اور براڈ کاسٹ کیا گیا۔ اہم سوال درج ذیل ہے۔

☆ اگر کوئی زمین پر جرم کرے اور پکڑا نہ جائے اور آخرت میں بھی خدا تعالیٰ اسے معاف کر دے تو جس کے خلاف جرم کیا گیا تھا اس کا کیا بنے گا؟

☆ جماعت کو ایک لمبے عرصہ سے حج ادا کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی کب ممکن ہو سکے گا؟

☆ کیا کمال اتاترک کو ایک ماڈل کے طور پر ماننا چاہیئے؟

☆ کیا ہپناٹزم کی اجازت ہے؟

☆ مغرب میں تبت کے دلائی لامہ کو بہت مانا جاتا ہے۔

☆ تیسری جنگ عظیم کے بعد سائنس کی کیا پوزیشن ہوگی؟

☆ چاند کے متعلق اب نئی تحقیقات سامنے آ رہی ہیں۔ کیا زمینی زندگی پر بھی اس کا اثر پڑے گا؟

☆ کیا قرآن مجید میں ایسے کئی آثار ملتے ہیں کہ زمین پر انسانی نسل کے ختم ہونے پر چاند پر رہا جا سکے؟

☆ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر اس دعا اور باقی دعاؤں میں کیا فرق ہے؟

☆ سورۃ الفاتحہ کے بعد لوگ آخر میں آمین بالجہر پر کیوں زور دیتے ہیں؟

☆ سورۃ الطور آیات ۴۹، ۵۰ میں خدا تعالیٰ نے پہلے اپنے آپ کو صیغہ غائب میں اور پھر متکلم میں کیوں مخاطب کیا؟

☆ کیا انسان فرشتوں کے ساتھ بھی Communicate کر سکتا ہے۔

☆ افریقہ میں بہت سے لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ کیا احمدیت کی وجہ سے ان کے اقتصادی حالات میں بھی تبدیلی آ رہی ہے؟

☆ حضور انور نے حال ہی میں اس بات پر روشنی ڈالی کی یہودی تمام مسلم حکومتوں پر قابض ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیا مسلمانوں کو ان کے ارادوں کا علم ہے؟

☆ سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۵ کی تشریح کی درخواست کی گئی؟

☆ یہودیوں کی کتاب میں خدا تعالیٰ یہودیوں کو اپنے بچے کہہ کر خطاب فرماتا ہے۔ قرآن مجید میں ایسا کیوں نہیں؟

جمعۃ المبارک ۲۰ مارچ ۱۹۹۸ء:۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والوں کی بھرپور کلاس کے ساتھ سوال جواب کی مجلس براڈکاسٹ کی گئی۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ ہر صدی کے آخر پر مجدد آئیں گے حضور سے اس کی تشریح کی درخواست ہے۔

☆ کئی لوگوں کا ایمان ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان تمام دنیا میں آیا لیکن ہم احمدی اسے محدود علاقہ میں سمجھتے ہیں۔

☆ فرانس میں مسجدوں میں جاکر تبلیغ کرنا آسان ہے کیا وہاں جاکر تبلیغ کیا کریں؟

☆ حضور افریقہ کے فرنچ علاقوں کا کب دورہ کریں گے اور کیا Accomplish کریں گے؟

☆ کیا Genetic Engeneering سے کسی کی قومیت معلوم کی جاسکتی ہے؟

☆ اصحاب المیمنہ، اصحاب المشئمۃ اور السابقون کی وضاحت کی درخواست کی گئی!

☆ ان الذین لا یومنون بالاخرہ یسمون الملائکہ تسمیہ الانثی کی تشریح کی گئی

☆ آخر پر حضور انور نے فرنچ خاتون مکرمہ سلیمہ صاحبہ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے اب پروگرام لقاء مع العرب کا فرنچ میں ترجمہ شروع کردیا ہے اور وضاحت کے ساتھ آئندہ مستقل طور پر لقاء مع العرب کا ترجمہ باقی زبانوں کے ساتھ شامل کردیا جائے گا۔ اس پروگرام کے ترجمے میں عبدالغنی صاحب جہانگیر بھی حصہ لیں گے۔

ترجمۃ القرآن کلاس

منگل ۲۴ فروری ۱۹۹۸ء:۔ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۳۲ ہوئی جو سورۃ الصفت سے شروع ہوئی۔ شروع کی آیات میں میدان دعوت الی اللہ کے مجاہدین کے طریق بیان کئے گئے ہیں کہ وہ دشمنوں پر متحد ہو کر جھپٹتے ہیں اور للکارتے ہیں لیکن یہ انداز کسی تکبر یا بڑائی کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا کی بڑائی اور توحید کے قیام کے لئے ہوتا ہے۔ اور خدا کا ذکر کرتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھتے ہیں اور آیت نمبر ۶ میں رب المشارق سے حضور نے استنباط فرمایا کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اسلام کے غلبے کا آغاز مشرق اور مشرق بعید کے علاقوں سے ہوگا اور اسی طرح ہوا۔ آیت نمبر ۷ میں فرمایا کہ کواکب، سماء الدنیا سے باہر ہیں اور سماء الدنیا کی حفاظت کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آیت نمبر ۱۱ میں وہ لوگ مراد ہیں جو انبیاء کی نقل کرتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جیسے سامری نے کیا۔ آج کل بھی ایسے لوگوں کی مثالیں ملتی ہیں۔ آیت نمبر ۱۲ میں طین لازب میں زندگی کا راز Evolution کی کہانی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ طین لازب کے خوشکن اسرار کو سمجھتے تھے اور متعجب بھی ہوتے تھے۔ لیکن جاہل دشمن تمسخر کرتے تھے اور کہہ دیتے تھے کہ یہ جادو ہے۔ آیت نمبر ۱۷ اور ۱۸ میں منکرین کے دوبارہ اٹھائے جانے کے سوال کے جواب میں قرآن مجید کی تنبیہ ہے کہ تم اٹھائے تو ضرور جاؤ گے لیکن اسی طرح ذلیل صورت میں جس طرح ہڈیاں گل سڑ کر ذلیل نظر آتی ہیں اور وہ یوم الفصل ہوگا اور آیت نمبر ۲۳ میں ازواجھم سے ان کے ہم قماش لوگ مراد ہیں۔

بدھ ۲۵ فروری ۱۹۹۸ء:۔ آج حضور انور کے ساتھ ترجمہ القرآن کلاس نمبر ۲۳۳ ریکارڈ ہوئی۔ یہ کلاس سورہ صفت کی آیت نمبر ۳۸ سے شروع ہوئی۔ آیت نمبر ۳۸ میں رسولوں کی صداقت کا معیار بتایا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ سچ بولتے ہیں اور دوسرے انبیاء کی تصدیق کرتے ہیں۔ "لھم رزق معلوم" میں معلوم کا اشارہ ان تمام آیات قرآنی کی طرف ہے جو پہلے گزر چکی ہیں۔ جن میں جنت میں دیئے جانے والے رزق کا بیان ہے۔ ان نیک بندوں کو جنت میں معزز مہمانوں کی طرح گرمجوشی کے ساتھ خوش آمدید کہا جائے گا۔ کیف آگیں پانی کے دور چلیں گے مگر وہ پانی مدہوش نہیں کرے گا۔ آیت نمبر ۴۹ میں عندھم سے مراد مذکر نہیں بلکہ روحیں ہیں۔ اگلی دنیا میں کوئی جنسیاتی تشخص اور تفریق نہیں ہوگی۔ ان جوڑوں کی مثال ڈھانپ کر رکھے ہوئے انڈوں کی دی گئی ہے۔ جن سے مراد ان کی حفاظت اور Untouched ہے۔ آیت نمبر ۶۰ میں موتتنا الاولی سے مادی موت مراد ہے۔ مرنے کے بعد وہ عذاب کی وجہ سے بار بار موت کا منہ دیکھیں گے۔ آیت نمبر ۶۳ میں شجرہ الزقوم سے متعلق حضور انور نے فرمایا کہ اس سے شجرہ خبیثہ مراد ہے جس کا ہر پھل شریعت کے خلاف ہے۔ جس کا ہر خوشہ شیطان کے سر کی طرح ہے۔ شیطان ہانک ہانک کر انہیں ان کے باپ دادوں کے نقوش قدم پر جو گمراہ تھے دوڑا رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا اس لئے عوام کا باپ دادوں کے پیچھے بے سوچ سمجھے چلنا خطرناک ہے۔ آیت نمبر ۶۷ سے آگے حضرت نوح کی دعا اور پکار کا ذکر ہے۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کا اہل اور اولاد اس کے متبعین ہوتے ہیں نہ کہ محض جسمانی اولاد۔ چنانچہ نوح کا جسمانی بیٹا طوفان کی نذر ہوا۔ اسی طرح آیت نمبر ۸۴ میں ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم شروع میں حضرت نوح کی شریعت پر ہی تھے۔

منگل و بدھ ۳۔ ۴ مارچ ۱۹۹۸ء:۔ ان دونوں دنوں میں جو ترجمہ القرآن کلاس کیلئے معین ہیں کلاسز نمبر ۵۷ اور ۵۸ کی ریکارڈنگ نشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی۔

منگل ۱۰ مارچ ۱۹۹۸ء:۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۳۴ ریکارڈ اور براڈ کاسٹ کی گئی۔ آغاز سورۃ الصفت کی آیت نمبر ۸۶ سے ہوا۔

بدھ ۱۱ مارچ ۱۹۹۸ء:۔ ترجمہ القرآن کلاس نمبر ۲۳۵ ریکارڈ اور براڈ کاسٹ کی گئی۔ آج کا سبق آیت نمبر ۱۴۱ سورۃ الصفت سے شروع ہوا۔

منگل ۱۷ مارچ ۱۹۹۸ء:۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۳۵ ریکارڈ ہوئی اور براڈ کاسٹ بھی کی گئی۔ آغاز سورۃ الصفت کی آیت نمبر ۱۸۱ سے ہوا۔ رب العزہ کی تشریح فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس میں بھی آپ کی شان و عظمت نظر آنے لگ جائے گی۔ آیت نمبر ۱۸۲ میں تمام انبیاء کے پیغام کی سلامتی کی حفاظت کا وعدہ ہے۔ سورہ "ص" میں حرف مقطع "ص" کے متعلق حضور انور نے مختلف علماء کی مختلف آراء کا عمومی تذکرہ فرمایا۔ یہاں خدا تعالیٰ ذکر سے پر قرآن کی قسم کھاتا ہے۔ ذکر سے مراد خدا تعالیٰ کا کلام اور بڑی بڑی قومیں اور نصیحت کی باتیں ہیں۔ آیت نمبر ۵ میں ایسے گئے گزرے اور گندے لوگوں کا ذکر ہے کہ وہ متعجب تھے کہ کیا ان میں سے بھی کوئی شخص مقام نبوت پا سکتا ہے۔ یعنی بظاہر یہ ہم میں سے ہے لیکن اس کی باتیں اثر کرنے والی اور دل موہ لینے والی ہیں۔ حضور انور نے بات سمجھانے کے لئے فرمایا کہ یہ مولوی جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ گزشتہ انبیاء کا قیمہ کر کے ایک مرکب بنا دیا ہے لیکن لوگوں کو گمراہ کرنے اور دھوکہ دینے کے لئے یہ ہتھکنڈا استعمال کرتے ہیں اور ثبوت یہ کہ پاکستان سے بچوں کے خطوط ملتے ہیں کہ دُگ اعتراض

بقیہ صفحہ ......۲۸ پر

ماہنامہ "خالد" کا "ربوہ نمبر"

اور

احباب سے درخواست

ستمبر ۱۹۹۸ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساتھ ربوہ کے قیام کو پچاس سال ہو رہے ہیں۔ اس مبارک اور پُرمسرت موقعہ کی مناسبت سے ادارہ خالد ایک خصوصی نمبر

ربوہ نمبر

نکالنے کا اہتمام کر رہا ہے۔ اس ضمن میں دُنیا بھر کے احمدی احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ:-

۱۔ ربوہ کے متعلق کسی بھی قسم کی کوئی تحریر یا اپنا تبصرہ یا کوئی یادگار یا تاریخی واقعہ ہو تو ارسال فرمائیں۔

۲۔ وہ احباب جو ۱۹۴۸ء - ۱۹۴۹ء میں ربوہ میں آباد ہوئے یا یہاں قیام رہا براہِ کرم وہ اپنے اس وقت کے واقعات اور تاثرات ہمیں ضرور لکھ کر بھیجیں۔

۳۔ ابتدائی زمانے کی یا بعد کی کوئی یادگار تصویر یا اخباری تراشہ آپ کے پاس محفوظ ہو تو ہمیں ارسال فرمائیں۔

۴۔ ربوہ کے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے یا فارغ التحصیل طلباء و طالبات اُس وقت کے ماحول پر کچھ لکھنا چاہیں یا کسی اہم شخصیت یا کانفرنس یا کسی تقریب کے حوالے سے ان کے ذہن میں ہو —— اور اس کی تصویر بھی ہو تو ہمیں ضرور ارسال فرمائیں۔

● —— آپ کا تعاون اس تاریخی نمبر کی اہمیت و افادیت میں اضافے کا باعث بنے گا۔ امید ہے کہ آپ تعاون فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

● براہِ کرم یہ مواد ۲۵ جون ۱۹۹۸ء تک اِس پتہ پر ارسال فرمائیں یا فون/فیکس پر رابطہ فرما سکتے ہیں

دفتر ماہنامہ "خالد"
ایوانِ محمود ربوہ پوسٹ کوڈ ۳۵۴۶۰
فون نمبر دفتر ۲۱۲۳۴۹ - ۰۴۵۲۴
فیکس نمبر:- ۹۱۹ - ۰۴۵۲۴

ادبی شہ پارے

اردو کو پروان چڑھانے والی گود (۲)

(تحریر مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی سابق مدیر روزنامہ "الفضل")

مغلیہ دور میں اردو نے دلی کی ادب نواز فضا میں پروان چڑھ کر یکسر ایک نیا روپ اختیار کیا۔ وہ روپ اردو اس دور کی مناسبت سے زبان و بیان کے ایک مسلم و مقبول حسن دلربا کا آئینہ دار تھا۔

دلی والے زبان کے اس نئے روپ اور اس کی رنگینی و رعنائی پر سو جان سے فدا تھے۔ اس دور میں جو زبان وہ بولتے اور لکھتے تھے اور جس انداز میں اظہار خیال کے عادی تھے اسے ہی وہ اصل اردو گردانتے تھے اور اس میں غیروں کے تصرف کے روادار نہ تھے۔ اسی لئے داغ نے کہا تھا۔

یہی اردو ہے جو پہلے سے چلی آتی ہے
اہل دہلی نے اسے اور سے اب اور کیا
مستند اہل زباں خاص ہیں دلی والے
اس میں غیروں کا تصرف نہیں مانا جاتا
جوہری نقد سخن کے ہیں پرکھنے والے
ہے وہ ٹکسال سے باہر جو کسوٹی نہ چڑھا

دلی والوں کا یہ دعویٰ اس زمانہ کے لحاظ سے کہاں تک درست تھا مجھے اس سے غرض نہیں۔ اس تعلق میں جو بات میں فی الوقت بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اردو کے اس نئے روپ کو نکھارنے اور اسے نئی دل آویزیوں سے ہمکنار کرنے میں دلی والوں ہی نے نہیں بلکہ دلی والیوں نے بھی بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حق یہ ہے کہ انہوں نے نئے الفاظ، نئی ترکیبیں، نئی اصطلاحیں، نئے محاورے، نئی کہاوتیں اور بے ساختہ اظہار خیال کے نئے اسلوب وضع کرنے میں کمال کر دکھایا۔ انہوں نے ایسی ایسی جدت طرازیوں اور خیال آفرینیوں سے کام لیا کہ زبان و بیان کا روپ نکھرتا چلا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح عرب میں بدوی قبائل کی زبان مستند شمار ہوتی تھی اسی طرح دلی میں زبان و بیان کے انداز نیز موقع و محل کے مناسب حال محاورات کے استعمال میں عورتوں کو سند کا درجہ حاصل تھا۔ وہ گویا ہوتیں منہ سے پھول جھڑتے، باتیں کرتیں زر و جواہر لٹاتیں۔ شاعر، ادیب اور انشاپرداز یہ پھول چن کے اور جواہر سے اپنے دامن بھر کے اپنی نگارشات کو ان سے مزین کرتے۔ زبان دانی میں فرخندہ حال ایسی ہی خواتین باکمال کی گودوں میں پل بڑھ کر جوان ہونے والے جنہیں اول دن سے زبان دانی کی گھٹی ملتی تھی آسمان ادب کے درخشندہ ستارے بنے۔ انہوں نے وہ نام پیدا کیا کہ رہتی دنیا تک ان کا نام اور کام زندہ رہے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان خواتین باتمکین کی گود ہی وہ اولین درس گاہ تھی جس کے فارغ التحصیل زبان و بیان کے مسلم الثبوت اساتذہ شمار ہوئے۔

آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ داغ جیسا زبان دان، بلبل ہندوستان یعنی شاعر شیریں بیان جس کی زبان ملک بھر میں سند مانی جاتی تھی اور جس کے انداز بیان پر دنیا سر دھنتی تھی۔ خود عورتوں سے اصلاح لینے پر مجبور تھا۔ ان کے اصلاح لینے کا ایک واقعہ ان کے نامور شاگرد جناب بیخود دہلوی نے میرے والد کو سنایا تھا۔ ان سے سن کر میں آپ کو سناتا ہوں۔ ایک دن کی بات ہے کہ استاد داغ اپنے دیوان خانہ میں بیٹھے شعر کہہ رہے تھے۔ بیخود دہلوی وہاں موجود تھے۔ استاد کی زبان پر ایک مصرعہ آیا۔ جب وہ اسے کاغذ پر لکھنے لگے تو ذرا ٹھٹھکے اور اس شش و پنج میں پڑ گئے کہ موقع اور محل کی مناسبت سے محاورہ زبان درست ہے یا نہیں۔ لکھنے سے پہلے شاگرد سے مخاطب ہو کر بولے

ارے نیٹھو ذرا زنان خانہ میں جا کر اپنی استانی جی سے پوچھ یہ مصرعہ زبان کے اعتبار سے درست ہے یا نہیں۔ مصرعہ یہ تھا۔

گھر کے گھر ہی میں فیصلہ ہو جائے

نیٹھو نے زنان خانہ کی دہلیز پر حاضر ہو کر دستک دی اور پھر سلام عرض کرنے کے بعد استانی سے پوچھا کہ کیا یہ مصرعہ یعنی "گھر کے گھر ہی میں فیصلہ ہو جائے" محاورہ زبان کی رو سے درست ہے؟ استانی جی نے فرمایا "ہئے ہئے یہ کس کا مصرعہ ہے" نیٹھو نے عرض کیا مصرعہ تو استاد کا اپنا ہے' ان کے دل میں یوں ہی وہم پڑ گیا ہے کہ کہیں زبان کے اعتبار سے درست ہے یا نہیں استانی جی نے فرمایا کہ تمہارے استاد بڑے زبان دان بنے پھرتے ہیں' پرسوں قلعہ معلی میں رہے وہاں بھی بھاڑ ہی جھونکا ان سے زیادہ فصیح زبان تو دلی کی حلال خوریاں (جمعدارنیاں) بولتی ہیں' ان سے کہنا محاورہ زبان کے اعتبار سے مصرعہ یوں ہونا چاہئے:۔

گھر کا گھر ہی میں فیصلہ ہو جائے

مراد یہ کہ گھر کے جھگڑے کا گھر میں فیصلہ ہونا مناسب ہے۔ اگر گھر کے عقدے غیروں کے سامنے کھولیں تو رسوائی اور جگ ہنسائی کے سوا اور کیا ہاتھ آئے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ مفہوم "گھر کے گھر میں ہی فیصلہ ہو جائے" سے ادا نہیں ہوتا۔

اور یہ تو میرے بچپن کا چشم دید واقعہ ہے۔ والد صاحب نے ایک دن گھر میں کہانی لکھنے کی غرض سے قلم اٹھایا۔ ابھی چند فقرے ہی لکھے تھے کہ والدہ کو سنائے اور پوچھا زبان میں کوئی فیہ تو نہیں؟ والد صاحب کو جب محاورہ زبان کے بارہ میں پورا اطمینان نہ ہوتا تو والدہ کو سنا کر تسلی کر لیتے۔ اس روز بھی ایسا ہی ہوا۔ کہانی کے سر آغاز یہ فقرہ تھا۔

"دنیا تو کہا ہی کرتی ہے پہلے کس نے اس کی زبان پکڑی ہے جو اب کوئی پکڑے کہنے والے لاکھ کہیں کہ خیلہ کی حق تلفی کا جوابدہ جلیل ہے۔ ہم تو خدا لگتی کہیں گے"

والد صاحب نے ابھی فقرہ پورا کیا ہی تھا کہ والدہ نے فوراً ٹوکا اور کہا اگر یہی مفہوم ادا کرنا ہے تو کہانی کا آغاز جانے پہچانے ایک محاورہ سے کیجئے۔ سر آغاز یہ طول بیانی "دنیا تو کہا ہی کرتی ہے پہلے کسی نے کس کی زبان پکڑی ہے جو اب کوئی پکڑے" بات کا مزہ کرکرا کئے دے رہی ہے۔ یہ سارا مفہوم ایک چھوٹے سے محاورہ میں بڑی ہی خوبصورتی سے سمویا ہوا ہے۔ آپ جانتے ہیں وہ محاورہ یہ ہے کہ "خلق کہنے کو بھاؤ بہنے کو" پھر کہنے والے لاکھ کہیں کے بعد "کہ" کا لفظ سلاست کا تیہ ناس پیٹ رہا ہے "کہ" حذف کر دیجئے۔ والد صاحب نے فوراً اصلاح قبول کرتے ہوئے کہانی کا آغاز اس محاورہ سے ہی کیا۔ چنانچہ اب فقرہ یوں ہو گیا:۔

"خلق کہنے کو بھاؤ بہنے کو' کہنے والے لاکھ کہیں خیلہ کی حق تلفی کا جوابدہ جلیل ہے ہم تو خدا لگتی کہیں گے"

ان دو مثالوں سے واضح ہو سکتا ہے کہ دلی میں عورتیں خواہ وہ تعلیم یافتہ تھیں یا محض ناخواندہ دلی کی ٹکسالی زبان پر پورا عبور رکھتی تھیں اور اس بارہ میں انہیں سند کا درجہ حاصل تھا۔

دلی والیوں نے ایسے ایسے محاورے اور کہاوتیں وضع کر رکھی تھیں کہ جن کے برمحل استعمال سے بات میں جان پڑ جاتی تھی۔ مزید برآں انداز بیان اور پیرایہ اظہار ایسا اچھوتا ہوتا کہ معمولی بات کا بھی لطف دوبالا ہو جاتا۔ بالعموم ان محاوروں اور کہاوتوں کو عورتیں ہی استعمال کرتی تھیں۔ میں نے اپنے بچپن میں جب کہ پچھلے وقتوں کی یادگار' خاندان کی بڑی بوڑھیاں ابھی زندہ تھیں گفتگو کی وجہ سے انہیں یاد نہ رکھ سکا تاہم گنتی کے محاورے اور کہاوتیں یاد رہ گئیں۔ انہیں محل استعمال کے ساتھ بیان کرتا ہوں کیونکہ اس کے بغیر محاورے یا کہاوت کی اہمیت اور خوبصورتی پورے طور پر واضح نہ ہو سکے گی۔

(1) میری نانی اماں کے پاس محلہ کی بچیاں قرآن مجید پڑھنے آیا کرتی تھیں۔ ان کا بیشتر وقت بچوں کو قرآن پڑھانے میں ہی گزرتا تھا۔ بچیاں جب شرارتیں کرتی تھیں اور نانی اماں ان پر ناراض ہوتی تھیں تو بے تکان محاورے بولتی چلی جاتی تھیں۔ یوں معلوم ہوتا کہ

منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ ایک بچی دیکھنے میں بہت سیدھی سادی اور بھولی بھالی تھی لیکن اصل میں تھی بلا کی شوخ۔ نانی اماں کے سامنے جب سبق پڑھنے بیٹھتی تو اس قدر سنجیدگی وقار اور دلجمعی سے سبق دہراتی کہ گویا پڑھنے کے سوا اسے اور کسی بات سے دلچسپی نہیں لیکن جونہی نانی اماں کسی اور شاگرد کی طرف متوجہ ہوتیں اور اس کی طرف سے رخ پھیر لیتی وہ آنکھ بچا کر کھسک جاتی اور ادھر ادھر کھیل میں مصروف ہو جاتی۔ نانی اماں اسے ڈانٹ ڈپٹ کر بٹھاتیں اور وہ بڑی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ سبق دہرانے لگتی۔ یوں محسوس ہوتا کہ شرارت تو اس کے قریب بھی نہیں پھٹکی۔ ایک دفعہ جو نظر بچا کر اپنی جگہ سے کھسکی اور لگی اچھلنے کودنے تو نانی اماں نے اس کی طرف تحیر آمیز انداز سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "دوئی بوا یہ لڑکی ہے یا چھلاوا۔ اس کی تو رگ رگ میں شرارت بھری ہوئی ہے۔ کبھی دیکھو تو بھیگی بلی کبھی شیر کی خالہ اور آفت کا پرکالہ۔ آنکھ بھر کر دیکھو تو دم بخود جیسے سانپ سونگھ گیا ہو' ذرا آنکھیں ہٹاؤ تو دم کے دم میں جل دیئے بغیر نہیں رہتی۔ ایسا اچھلتی کودتی اور دھماچوکڑی کرتی ہے کہ دھرتی پر دم دمادم کی بھرمار کر دیتی ہے اس کی تو بہ ہی ہائی ہے۔

گھڑی	میں	جولہ	چندری
گھڑی	ڈھیلے	میں	لات
گھڑی	بنو	سیج	پہ
گھڑی	لونڈوں	کے	ساتھ

نانی اماں اسے سرزنش پہ سرزنش کئے جا رہی تھیں۔ کہہ رہی تھیں جم کے بیٹھ اپنی جگہ' جو اب اٹھی تو یاد رکھ ٹنگڑی توڑ دوں گی پھر دیکھوں گی تو کیسے اچھلتی کودتی اور چوکڑیاں بھرتی ہے۔ اگر چوکڑی نہ بھلا دوں تو تو استانی اور میں چھوکری۔ نانی اماں غصہ میں لال پیلی تو ہو ہی رہی تھیں۔ پتلیاں گھما کر قہر آلود نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور اس کے کلے پر اس زور سے چٹکی لی کہ نیل پڑ گیا۔ کوئی اور ہوتی تو بلبلا اٹھتی اور رو رو کر آسمان سر پر اٹھا لیتی لیکن کیا مجال جو اس نے "سی" بھی کی ہو۔ چٹکی کی تکلیف کو بس پی ہی تو گئی۔

(2) میرے بچپن ہی کا واقعہ ہے ایک روز محلہ کی بڑی بوڑھیاں ہمارے گھر میں جمع تھیں۔ نانی اماں ان کے درمیان بیٹھی سروتے سے چھالیہ کتر رہی تھیں اور ان سب کو تواضع کیلئے پن کٹی میں پان اور اسکے لوازمات کٹ رہے تھے۔ سروتے کی ٹک ٹک اور پن کٹی کی ٹھک ٹھک بھی جاری تھی اور بڑی بوڑھیوں کی چرغم چرغم بھی۔ کچھ بڑھ بڑھ کر باتیں بنا رہی تھیں اور کچھ ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کے مصداق چپ سادھے بیٹھی بولنے والیوں کے منہ تک رہی تھیں۔ کونسے مسائل زیر غور تھے اور کیا کچھ اظہار خیال ہو رہا تھا لیجئے آپ بھی سنئے۔

ذکر تھا محلہ کے ایک رئیس زادے کا جسے قسمت کی مار شراب کی لت پڑ گئی تھی وہ اکثر شراب کے نشے میں دھت رہتا۔ کڑیل جوان ہونے کے باوجود کوئی کام کرنے یا کسی کام کو ہاتھ لگانے کا سوال ہی نہ تھا۔ بس لے دے کے شراب کباب سے کام تھا۔ یوں سمجھ لیجئے کہ یہ مثال پوری طرح اس پر صادق آتی تھی۔ "موا کام کا نہ کاج کا ڈھائی من اناج کا"

ایک بڑی بی بولیں۔

"اے بوا سنا ہے ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے جیسے ہوش و حواس کی قرقی بول گئی ہو۔"

دوسری بولیں۔

"لو کل ہی کی تو بات ہے کل موا یار دوستوں کی محفل میں شراب پینے کے بعد لڑکھڑاتا' گرتا پڑتا منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا گھر واپس آ رہا تھا۔ اللہ رکھے میرے داماد نے بتایا راہ چلتے یوں جھول رہا تھا جیسے کھنا ہاتھی جھولتا ہے۔ سرخ لال انگارہ سی آنکھیں اوپر کی طرف چڑھی ہوئی تھیں۔ دیکھنے سے خوف آتا تھا۔ موا لڑکھڑا تو رہا ہی تھا دیکھتے ہی دیکھتے چکرا کر گرا' زمین پر پڑے پڑے لگا واہی تباہی بکنے۔ لوگ گرداگرد جمع ہو گئے۔ بچوں کو کھیل ہاتھ آگیا۔ خوب ہنسی اڑائی

اور نالیاں پیٹیں۔ ایک نے اسے آواز دے کر پکارا۔ توبہ توبہ اللہ معاف کرے۔ جواب میں ایسی موٹی سی گالی نکالی کہ سب نے دانتوں میں انگلیاں داب لیں۔ اردگرد کھڑے سب لوگوں نے لعنت بھیجی اور لگے توبہ تلا اور استغفار کا ورد کرنے۔ ایک دل جلے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، پاؤں سے جوتی اتار ادھوڑی سے چمڑی ادھیڑ کر رکھ دی۔ ٹانٹ پر تڑا تڑ جوتیاں پڑ رہی تھیں۔ کل موا اپنے حواس میں تو تھا نہیں چندیا سہلا سہلا کر کہہ رہا تھا واہ اللہ میاں! یہ بھی کوئی انصاف ہے میں نے سر منڈوایا نہیں پھر کیوں اولے پڑ رہے ہیں چندیا پر، ذرا دیکھ کر تو اولے برسایا کرو۔ سب کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ وہ مردار بھی دانت نکوسنے لگا۔"

ایک اور بڑی بی ان کے منہ سے بات اچک کر یوں گویا ہوئیں۔

"وہ تو اللہ بھلا کرے میر صاحب کا جو ادھر سے گزر ہوا ان کا اور نظر پڑی مجمع پر تو جھپاکے سے وہاں آن موجود ہوئے۔ لوگوں کو اس کل موئے کی ہنسی اڑاتے اور کھل کھلا کھل کھلا کر ہنستے دیکھا تو بہت خفا ہوئے اور بولے اللہ سے ڈرو اور اس کی پناہ مانگو، انسان کی مت بگڑتے کیا دیر لگتی ہے۔ تم لوگوں کو ہنسی سوجھ رہی ہے یہ ہنسنے کا نہیں رونے کا مقام ہے رونے کا۔ کچھ تو سمجھ بوجھ سے کام لو۔ بتانے والے نے بتایا کہ یہ کہنے کے بعد میر صاحب نے ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھایا اور بڑی مشکلوں سے گھسیٹتے گھساتے اسے گھر تک لائے۔ نواب صاحب کے سپرد کر ہانپتے کانپتے وہاں سے واپس لوٹے۔ کہتے ہیں کہ راستہ میں وہ کل موا میر صاحب سے گرے پڑ تا تھا۔ وہ بھر جوان یہ بے چارے بوڑھے اور بے جان اور اس پر سدا کے دھان پان، یہ بھلا اس آفت جان اور بلائے بے درمان کا بوجھ کیسے سہار سکتے تھے۔ قدم قدم پر گرتے پڑتے تھے۔ بچاروں کا سب انجر پنجر ڈھیلا ہو گیا۔"

ایک اور بولیں۔

"میں تو کہوں گی میر صاحب نے بڑی نیکی کمائی اور کمائی بھی جان جوکھوں میں ڈال کر، اللہ عمر نوح عطا کرے۔ میں تو کہوں گی قیامت کے بوریئے سمیٹیں اور خدا جب اپنے پاس بلائے تو اپنے حبیب پاکؐ کے صدقے کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔"

ان بڑی بی نے ابھی اپنی بات ختم نہ کی تھی کہ ایک اور بڑی بی بول پڑیں۔

"اے سنا ہے جب میر صاحب اس نگوڑے کو گھسیٹے لئے آرہے تھے تو ان کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ ایک ہاتھ سے تو اس لوتھے کا لاشہ گھسیٹ رہے تھے اور دوسرے ہاتھ میں چوخانہ رومال لیا ہوا تھا اور اسے چہرے پر رکھ کر اس سے ناک پکڑ رکھی تھی۔ دو تین نے مداخلت کرتے ہوئے بیک آواز پوچھا اے بوا وہ کیوں؟ انہوں نے کہا اللہ اپنی پناہ میں رکھے کہتے ہیں شرابی کے منہ سے بو آتی ہے اور بو بھی ایسی کہ آس پاس والوں کا دماغ پھٹتا ہے۔ کمبخت منہ سنڈاس سے کم نہیں ہوتا۔"

انہی میں سے ایک نے حیرت زدہ ہو کر کہا

"ہئے ہئے پھر لوگ ایسی نامراد چیز کو منہ ہی کیوں لگاتے ہیں؟ وہ بولیں بوا اس کے سوا اور کیا کہوں کہ عقل پر پٹکی پڑ جاتی ہے۔ میں تو کہتی ہوں خدا نہ کرے جو دشمن کو بھی اس کی لت پڑے۔ مت ماری جاتی ہے جو پیسے خرچ کر کے بدبخت گو گھولتے اور دونوں جہانوں کی لعنت سہیڑتے ہیں۔

ایک اور بڑی بی جو پن کٹی میں کٹا ہوا پان مسوڑھوں میں دبائے پوپلے منہ کی مشقت جھیل رہی تھیں یوں چپ سادھے منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھی تھیں جیسے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہو۔ وہ دوسروں کو چبا چبا کر باتیں کرتا دیکھ رہی تھیں خود پان چبانے میں مصروف اور مہر بلب تھیں۔ جب بات چھڑی شراب کی بدبو اور نجاست و غلاظت کی تو یہ بڑی بی منہ میں جمع شدہ پانی کی پیک کو حلق سے نیچے اتار کر ایکا ایکی بولیں یونہی تو نہیں کہہ گئے کہنے والے۔

اپنے تئیں سوخت دوسروں کو لذت

یہ مزا کباب میں دیکھا
اور زر خرچ کر کے جوتیاں کھانا
یہ مزہ شراب میں دیکھا

(3) اب میں ایک اور واقعہ جو میرا چشم دید تو نہیں البتہ بزرگوں سے سنا ہوا ہے بیان کرتا ہوں۔ میرے والد صاحب کی بڑی پھوپھی (جو سلسلہ چشتیہ کے معروف سجادہ نشین حضرت حافظ وزیر محمد خان محب اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی بیٹی تھیں) بہت ضعیف العمر تھیں۔ بس یوں سمجھ لیجئے قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی تھیں۔ ہوش و حواس پوری طرح بحال نہ رہے تھے۔ البتہ پیرانہ سالی کے باوجود بینائی سلامت تھی۔ آنکھوں پر کھوپے چڑھائے یعنی عینک لگانے کے جھنجھٹ سے آزاد تھیں۔ ایک خاص بات یہ تھی کہ بڑھاپے یعنی برے آپے میں بھی مزاج کا نخرہ اور طنطنہ جوان تھا۔ رسی جل گئی پر بل نہیں گیا والی بات تھی۔ طبیعت میں وہم اس قدر تھا کہ دوسروں کے ہاتھ کا پکا ہوا اچھا بھلا صاف ستھرا اور مزیدار کھانا بھی ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ چکھنا تو درکنار دیکھنے کی بھی روادار نہ تھیں۔ چارپائی کے سرے پر بیٹھے بیٹھے کوئلوں کی انگیٹھی پر اپنا کھانا آپ پکاتیں اور من و سلویٰ سمجھ کر خوب مزے لے لے کر کھاتیں۔ نام تو تھا ان کا بشیر النساء بیگم لیکن سارا گھر ہی نہیں پورا خاندان انہیں "اچھی اماں" کہتا تھا۔

ایک دفعہ سارے گھر کی اور گھر بھر کے ساتھ خود ان کی جو شامت آئی تو اپنی بہن کی نوعمر نواسی امتہ الغنی کو آواز دے کر کہا اے غنی میری انگیٹھی میں کوئلے تو دہکا دے میں ذرا اپنی ہنڈیا بھون کر اس کام سے فارغ ہوں۔ بچی کھیل میں مصروف تھی اس نے دھیان نہ دیا۔ اچھی اماں کا پارہ نہ چڑھ گیا۔ کڑک کر بولیں توبہ ہے آج کل کی لڑکیوں کا دیدہ کیسا ہوائی ہے۔ آواز دو تو سنتی نہیں۔ سن لیں تو ٹس سے مس نہیں ہوتیں کیا مجال جو کان پر جوں بھی رینگ جائے' ارے غنی! تو نے سنا نہیں۔ کیا کانوں میں ٹینٹیاں ٹھونسی ہوئی ہیں یا مکر کر رہی ہے' میں کہہ رہی ہوں ذرا انگیٹھی دہکاوے اور تو ہے کہ سنی ان سنی کیئے دے رہی ہے۔ جوتیاں کھا کر ہی سنے گی۔ آؤ اور تیری دھن کٹی بناؤں۔

اچھی اماں کو اس طرح ہنکارتے اور فضیحتیاں کرتے سنا تو سب بول اٹھے ہر کسی نے غنی کو ڈانٹا کہ سنتی کیوں نہیں جا انگیٹھی دہکا۔ بچی نے یہ دیکھ کر کہ سارا گھر ہی جھاڑ کا کانٹا بن کر پیچھے پڑ گیا ہے اگر اب بھی ٹال مٹول سے کام لیا تو گھڑنتا بن جائے گی۔ کھیل کود چھوڑ صحن میں انگیٹھی دہکانے بیٹھ گئی۔ دھیان کھیل میں تھا جلدی جلدی انگیٹھی دہکا رہی تھی اور دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ اچھی اماں "بس کر" کا نادر شاہی حکم جاری کریں تو مجھے چھٹی ملے۔ اپنے خیالات میں مگن وہ اس قدر زور زور سے انگیٹھی دہکا رہی تھی کہ تھوڑی ہی دیر میں دہکتے کوئلوں میں سے آگ کے شعلے لپکنے لگے۔ اچھی اماں کہتی رہ گئیں "اری بس کر' اری بس کر" وہ دھن کی پکی زور زور سے ہوا دے کر انگیٹھی دہکاتی ہی چلی گئی۔ عین انگیٹھی کی سیدھ میں الگنی پر اچھی اماں کا مہین ململ کا نیا دوپٹہ لٹک رہا تھا۔ بچی نے اس کا کوئی خیال ہی نہ کیا۔ انگیٹھی میں شعلے جو اوپر کی طرف بلند ہوئے تو دیکھتے ہی دیکھتے دوپٹہ نے آگ پکڑ لی۔ گھڑی کی چوتھائی میں نہیں پلک جھپکنے میں چر مر ہو کر رہ گیا۔ دوپٹہ کا پتہ بھی نہیں لگا کہ گیا کہاں۔ الگنی پر تھا بھی کہ نہیں۔

دوپٹہ کا جلنا تھا کہ اچھی اماں نے کہرام مچا دیا۔ فضیحتیاں کر کر کے سارا گھر سر پر اٹھا لیا۔ سانس لئے بغیر بے تکان بولے چلی جا رہی تھیں۔ میں نہ کہتی تھی آج کل کے بچوں کا دیدہ ہوائی ہے۔ اچھی انگیٹھی جلوائی میں نے اس کام بگاڑن سے' اس دیدے پھوٹی نے مجھ نگوڑی کا پھول سا دوپٹہ جلا کر رکھ دیا۔ اری کمبخت ماری تجھے سجھائی نہ دیا اوپر دوپٹہ لٹکا ہوا ہے۔ اسے تو ہٹا لیتی' منہ پہ ناک سوجھے کیا خاک' اس کی عقل پہ ہی پتھر نہیں پڑے بلکہ آنکھیں بھی پتھرائی ہوئی ہیں۔ ارے مجھ غریب نے سو پاپڑ بیلے جگا جگا کے پیسے جوڑے تب کہیں جا کر نیا دوپٹہ جڑا۔ اس جنم کی اندھی نے اسے ملیامیٹ کر دیا' نہ میرے کام

آیا نہ کسی اور غریب کے [illegible] 'اس نے تو واقعی چولہے میں جھونک کر قصہ ہی پاک کر دیا۔ اس نے سوچا نہ رہے بانس نہ بجے بانسری' ہائے میں تو اس گھڑی کو روتی ہوں جب میں نے اس نحوست پٹی کو انگیٹھی دہکانے کو کہا' مجھے کیا خبر تھی یہ اگنی دیوی زمین و آسمان پھونک ڈالے گی' غضب اندھیر میں تو کہیں آنے جانے کی بھی نہ رہی۔ چونڈا ڈھکوں تو کہیں آؤں جاؤں' ننگے چونڈے چلتی پھرتی سر جھاڑ منہ پہاڑ فقیرنی لگوں گی۔ دوپٹہ جلا کر پڑ گئی ٹھنڈ تیرے کلیجے میں۔ اگر انگیٹھی دہکانے سے منہ پھوڑ کے انکار کر دیتی تو یہ بھاڑ بھی میں۔ آپ جھونک لیتی میرا دوپٹہ تو نہ جلتا۔ قسمت کی مار میں تجھ پھوہڑ گنوار بھڑ بھونجن سے کہہ بیٹھی۔ کلیجہ ہی بھون کر رکھ دیا کم بخت ماری نے' اگر یہی لچھن رہے تیرے اور قرینہ نہ آیا تو بڑے ہو کر گھر کیا بسائے گی جہاں جائے گی وہاں بھی آگ برسائے گی آگ۔ اجاڑ بول کر ہی دم لے گی میرا خون نہ ہوتی تو ابھی کچا چبا جاتی تجھ کو۔ اب جاتی کہاں ہے جب تک تیری گھڑ نتانہ بنالوں مجھے چین نہ آئے گا۔

اچھی اماں کا غصہ لحظہ بہ لحظہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ سارا گھر انہیں اس طرح لال پیلا ہوتے دیکھ کر دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔ دکھاوے اور بناوٹ کے طور پر سب نے بچی کو برا بھلا اور سخت سست کہا۔ ڈانٹا ڈپٹا بھی اور آنکھیں بھی دکھائیں۔ الغرض مرے کو مارے شاہ مدار کے مصداق سب نے ہی شاہ مدار بننے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن اچھی اماں بس نام کی ہی اچھی تھیں۔ ان کا غصہ تھمنا تھا نہ تھما۔ پارہ چڑھتا ہی گیا۔ میرے والد کچھ دیر تو بیٹھے ان کی جلم کٹی باتیں سنتے اور کوسم پیٹا کا نظارہ دیکھتے اور دل ہی دل میں مسکراتے رہے۔ ایکا ایکی دل میں ایک خیال آیا۔ سیدھے باہر گئے اور بازار سے انتہائی مہین ململ کا ایک دوپٹہ خرید لائے۔ ان کا خیال تھا پھوپھی اماں نیا دوپٹہ لے کر غصہ تھوک دیں گی اور ٹھنڈا پانی پی کر اس حادثہ فاجعہ کو بھول جائیں گی۔ لیکن نیا نکور دوپٹہ لے کر بھی ان کا غصہ فرو نہ ہوا۔ دوپٹہ ہاتھ میں لینے اور ایک نگاہ میں اس کی باریکی اور نفاست کو پرکھنے کے بعد یکدم بولیں ایک چھوڑ دس نئے دوپٹے لا دو اس سے کیا بنتا ہے اور پھر دوپٹوں کی میرے پاس کونسی کمی ہے۔ اللہ دے اور بندہ لے ایک چھوڑ دو بقچی میں سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں تاکہ مولوی صاحب کے وعظ اور مولود شریف کی مجلس میں اوڑھ کر جاسکوں۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ نقصان پر جی نہ کڑھے۔ میں تو اپنے اس نرم و نازک مہین دوپٹے کو قیامت تک نہ بھولوں گی۔ مجھے تو جس دم اپنا وہ دوپٹہ یاد آتا ہے سینہ پر سانپ لوٹ جاتا ہے۔ اے کاش! میرا دوپٹہ لوٹ آئے مگر ہو وہ عین مین وہی نہ کوئی اور۔

گھر بھر کی عورتوں نے جب دیکھا کہ اچھی اماں کا غصہ ٹھنڈا ہونے میں ہی نہیں آتا وہ تو تیر بھر ہوئے اور ماش کے آٹے کی طرح پھیلے ہی جا رہی ہیں۔ اس طرح تو وہ بچی کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی رہیں گی اس غریب کا فضیحتہ کرتی ہی رہیں گی اور اس کی ننھی سی جان عذاب میں ہی مبتلا رہے گی تو انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے اچھی اماں کو چپ کرانے کی ایک ترکیب نکالی وہ یہ کہ ساری جمع ہو کر دوپٹے کا ماتم کرنے لگیں جس طرح کسی سانحہ کربلا کے درد انگیز واقعات پر مجلس پڑھی جاتی ہے بالکل اسی طرح اور ہو بہو اسی انداز میں دوپٹہ جلنے کے حادثہ فاجعہ کو بیان کرنا شروع کیا۔ سب مل کر اچھی اماں کے گرد جمع ہو گئیں۔ ایک نے بڑی پر سوز آواز درد انگیز لہجہ اور ٹھیک اسی انداز میں کہ ایک ذاکر پڑھا کرتا ہے کہا:- ہائے دوپٹہ' ہائے دوپٹہ کا شور سن کر اپنے گرد ماتمیوں کا حلقہ اور سینہ کوبی کا منظر دیکھ کر اچھی اماں بوکھلا اٹھیں اور گلا پھاڑ پھاڑ کر کہنے لگیں۔ "بند کرو یہ ماتم۔ یہ کیا بدشگونی گھول رہی ہو گھر میں۔ خدا سب کو جی جان سے سلامت رکھے سدا بھرا پڑا رہے یہ گھر اور سب ہنسی خوشی بستے بستے رہیں۔ اس میں خدا نہ کرے جو کبھی ماتم کی نوبت آئے۔ کم بخت دوپٹے کی حیثیت ہی کیا ہے۔ ململ کا ایک چیتھڑا ہی تو تھا نہ رہا تو کیا ہوا۔ اس گھر پر ایک چھوڑ ہزار دوپٹے قربان۔ اب کبھی اس منحوس دوپٹے کا نام بھی زبان پر

لاؤں تو مرتے وقت ایمان نصیب نہ ہو۔ تیر نشانے پر بیٹھا اچھی اماں دوپٹہ کو ایسا بھولیں کہ پھر کبھی بھول کر بھی اس کا نام نہ لیا۔

الغرض دلی میں عورتوں نے لاتعداد محاورات کے علاوہ بعض دلچسپ طنزیہ کہاوتیں بھی بنا رکھی تھیں۔ وہ موقع و محل کی مناسبت سے گفتگو کے دوران ان کہاوتوں کو استعمال کرتیں۔ اس سے بات میں ایسی خوبصورتی اور دل آویزی پیدا ہو جاتی کہ طنز اور اس میں چھپے ہوئے نشتر کے باوجود مخاطب محظوظ ہوئے بغیر نہ رہتا۔ میں مثال کے طور پر چند ایک کہاوتیں اور بیان کرتا ہوں۔

(1) گفتگو کے دوران اگر کوئی عورت اپنی کوئی مشکل بیان کرے اور مشکل کو حل کرنے کے سلسلہ میں اپنی تدابیر پر روشنی ڈال کر ان تدابیر کے کارگر نہ ہونے کا افسوس کے رنگ میں ذکر کرے تو بالعموم سننے والیوں میں سے کوئی نہ کوئی عورت جسے اپنی عقل اور سمجھ بوجھ پر ناز ہو کہہ دیتی ہے اگر میں ہوتی تو یہ یہ تدبیر کرتی اور چٹکی میں مشکل حل کر دکھاتی۔ ایسے موقع پر پہلی عورت کہہ دیا کرتی ہے۔ بوا یہ سب ہوائی باتیں ہیں۔ اگر خدانخواستہ تم میری طرح مشکل میں گرفتار ہوتیں اور تم پر بھی ایسی ہی بپتا پڑتی تو پھر میں دیکھتی کہ تم کیا کرتیں۔ کہنے کو سب کہا ہی کرتے ہیں ہم ہوتے تو یوں کر دیتے ووں کر دیتے۔ جب مشکل آ پڑتی ہے تو اچھے اچھوں کے ہوش مارے جاتے ہیں۔ ایسی چوکڑی بھولتے ہیں کہ چکرا کر رہ جاتے ہیں۔ جب دن میں تارے نظر آنے لگیں تو مت ماری جاتی ہے اور تدبیر سوجھتی بھی ہے تو الٹی۔ ایسے موقعوں پر ڈینگیں ہانکنے والیوں کیلئے عورتوں نے ایک انتہائی طنز آمیز کہاوت بنا رکھی تھی اور وہ ڈینگیں ہانکنے والی کو مخاطب کر کے کہہ دیا کرتی تھیں۔ اے بوا تمہاری تو وہی ہائی۔ "اے اوئی میں نہ ہوئی حضرت شبیر کے ساتھ موئے یزید کی گردن اڑا دیتی اک تدبیر کے ساتھ" اس کہاوت میں گہرا طنز ہی نہیں سمویا ہوا بلکہ ایک نشتر بھی چبھا ہوا ہے جو یوں تو چبھے اور کسک دیئے بغیر نہیں رہتا لیکن اس چبھن اور کسک میں بھی ایک عجب حلاوت گھلی ہوئی ہے۔

(2) اب میں ایک کہاوت اور بیان کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ یہ کہاوت اس زمانے میں بنی جب سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہو چکا تھا۔ اچھے اچھے رئیسوں اور امیرزادوں کی امارت قصہ پارینہ بن چکی تھی۔ دولت نہ ہونے یعنی قلاش ہو جانے کے باوجود ایسے رئیس زادوں کے مزاج ابھی تک شاہانہ ہی تھے۔ ظاہری رکھ رکھاؤ اور سج دھج برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی لیکن پلے کچھ نہ ہونے یا بہت تھوڑا ہونے کے باعث خست سے کام لینا بھی ضروری ہوتا تھا۔ ایسے رئیس زادوں اور امیرزادیوں کی کوشش یہ ہوتی کہ "ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی چوکھا آئے" نام کے ان امیروں کی اس مضحکہ خیز کیفیت پر طنز کرنے کیلئے غریب گھرانوں کی مستورات نے ایک بہت ہی دلچسپ کہاوت بنائی۔ یہ کہاوت ایک امیرزادی اور اس کی لونڈی (ملازمہ) کے درمیان گفتگو کے رنگ میں ہے اور اپنی جگہ ایک بہت ہی نادر کہاوت ہے۔

کہاوت کے الفاظ سے خود پتہ لگ جائے گا کہ افلاس کی ماری ہوئی امیرزادی نے لونڈی سے کیا کہا اور لونڈی نے اس پر کیا استفسار کیا۔ اس کہاوت میں بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جو اب متروک ہیں اس لئے ان کی وضاحت ضروری ہے تاکہ بات سمجھ میں آ سکے۔ "مل" کا لفظ لیکن کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور "ٹیپ ٹاپ" انتہائی قلیل مقدار یا برائے نام کے مفہوم کو ادا کر رہا ہے۔ کہاوت یہ ہے۔

"اٹھ لونڈی بھر پکا مل ڈیڑھ پا' خان کو دے خواص کو دے' طوطا کو دے' مینا کو دے' محفل میں لا' محفل میں بیوی کون کون؟ خیر علی خیرات علی دوست علی اور ہم۔ اوروں کو دے ٹیپ ٹاپ میرا قدح بھر۔ میری خو ہے جانتی صبح کو بھی دھر"

یہ کہاوت بھی میرے بچپن میں عورتیں ایسے موقع پر بکثرت بولتی تھیں جب کہ کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کی مہمان نوازی مقصود ہوتی۔ جو عورت بھی اس کہاوت کی وجہ سے طنز کا نشانہ بنتی وہ ناراض ہونے کی بجائے اس سے لطف اندوز ہوتی اور بات ہنسی مذاق میں ختم ہو جاتی۔

ہاں تمام مثالوں سے دکھانا یہ مقصود ہے کہ دلی میں اردو کو پروان چڑھانے اور اسے ایک نئے روپ سے ہمکنار کر کے دلکش و دل آویز

بنانے میں دلی کی عورتوں نے بھی بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بہت سے نئے الفاظ، نئی ترکیبیں، نئی اصطلاحیں، نئے محاورے اور نئی کہاوتیں انہوں نے وضع کیں اور اظہار خیال کے نت نئے اسلوب ایجاد کئے اور اس طرح اردو کے دامن کو لاتعداد نئے الفاظ، نئے محاروں اور نئی کہاوتوں سے مالامال کر دکھایا۔

جب تک دلی قائم رہی دلی والوں ہی نے نہیں دلی والیوں نے بھی اردو کو اس کی تمام تر رنگینوں، رعنائیوں اور دل آویزیوں کے ساتھ زندہ برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اپنی گودوں میں پروان چڑھنے والوں کو پیدائش کے اول روز ہی اردو کی گھٹی دی اور ان کے قلوب و اذہان میں چمن زار اردو کے خوش رنگ و خوش نما گل بوٹے کھلا کر شیر مادر سے ان کی آبیاری کی۔ چنانچہ ان گودوں میں پرورش پانے والوں میں سے بڑے بڑے شاعر، ادیب اور انشاپرداز منظر عام پر آئے جنہوں نے اپنی نگارشات اور ادبی تخلیقات سے اردو کی گراں بہا خدمت انجام دی۔

فٹبال کا عالمی کپ ۱۹۹۸ء

(تحریر مکرم عبدالحلیم صاحب سحر)

فٹ بال ایک بہت ہی دلچسپ اور دلفریب کھیل ہے۔اس کی خوبصورتی کا اندازہ کھیل کے ان شائقین کی دلچسپی سے لگایا جاسکتا ہے جن سے کھیل کے میدان کھچا کھچ بھرے ہوتے ہیں۔فٹ بال یورپ ' امریکہ ' افریقہ اور عرب ممالک میں بہت زیادہ مقبول ہے۔ دفاع, اٹیک اور ٹیکنیک کی اس کھیل کی خصوصیت ہے۔

20صدی کا آخری فٹ بال کا عالمی کپ 9جون 1998ء کو فرانس میں شروع ہو رہا ہے۔یعنی اسی ماہ شروع ہوگا۔فٹ بال کے شائقین بڑی بے تابی سے گذشتہ چار سال سے اس کا انتظار کر رہے ہیں۔جوں جوں وقت قریب آرہا ہے دل کی دھڑکنیں تیز سے تیز تر ہو رہی ہیں۔

اس دفعہ عالمی کپ میں شریک 32 ٹیموں کو 8 مختلف گروپوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔اس کی ترتیب اس طرح ہے۔

نمبر شمار	گروپ	ممالک
1	(A)	برازیل ' سکاٹ لینڈ ' ناروے ' مراکو
2	(B)	اٹلی ' چلی ' کیمرون ' آسٹریا
3	(C)	فرانس ' ساؤتھ افریقہ ' سعودی عرب ' ڈنمارک
4	(D)	سپین ' نائجیریا ' پیراگوئے ' بلغاریہ
5	(E)	ہالینڈ ' بیلجیم ' ساؤتھ کوریا ' میکسیکو
6	(F)	جرمنی ' یو ایس اے ' یوگوسلاویہ ' ایران
7	(G)	رومانیہ ' انگلینڈ ' کولمبیا ' تیونس
8	(H)	ارجنٹائین ' کروشیا ' جاپان ' جمیکا

اب ہم جائزوں اور تبصروں کو مدنظر رکھتے ہوئے فیورٹ ٹیموں کا ذکر کرتے ہیں۔اس عالمی کپ میں برازیل کو ہاٹ فیورٹ قرار دیا جارہا ہے۔بلکہ مبصرین کے مطابق برازیل 5ویں دفعہ عالمی کپ جیتنے کا ریکارڈ ضرور قائم کرے گا۔

دوسرے نمبر پر فرانس کی فٹ بال ٹیم کو فیورٹ سمجھا جارہا ہے۔فرانس نے اس دفعہ خوب تیاری کی ہے۔اس کے بعد تیسرے فیورٹ انگلینڈ ' جرمنی اور اٹلی ہیں یہ تینوں ٹیمیں بھرپور صلاحیتوں کی مالک ہیں کسی وقت بھی ٹورنامنٹ میں بڑا Up Set کر سکتی ہیں۔

لیکن دوسری شامل ہونے والی ٹیموں میں ارجنٹائین (گو کہ اس میں اب میراڈونا جیسا عظیم کھلاڑی نہیں) نائجیریا ' کیمرون اور جاپان بھی کچھ صلاحیت رکھتے ہیں۔

پچھلے ٹورنامنٹس کی دلچسپ اور ریکارڈ بات یہ ہے کہ برازیل اپنے گروپ میں ہمیشہ نمبر ایک رہا ہے۔
کیمرون نے 90ء میں اٹلی میں ہونے والے عالمی کپ کے ابتدائی میچ میں عالمی چمپین ارجنٹائن کو ہرا کو فٹ بال کے شائقین کو وطیرہ حیرت میں ڈال دیا۔

عالمی کپ 98ء فرانس میں شرکت کرنے والی تمام 32 ٹیموں کو فی میچ معاوضہ 416000 پونڈ ملے گا۔اس کے علاوہ بہترین سکورز ' بہترین گول کیپر اور تیز ترین سکورر کو انفرادی انعام دیا جائے گا۔ اسطرح موسٹ انٹرسٹنگ ٹیم اور فیئر پلے ٹیم کا ایوارڈ بھی رکھا گیا ہے۔فرانس 98ء میں 32 ٹیموں کیلئے کوالیفائنگ راؤنڈ کا آغاز 10 مارچ 1996ء کو ہوا تھا یہ راؤنڈ 20 ماہ تک جاری رہا۔اس میں کل 643 میچ کھیلے گئے۔2.99 فی میچ کی اوسط سے 1922ء گول ہوئے۔کوالیفائنگ راؤنڈ میں 172 ریکارڈ ٹیموں نے شرکت کی کوالیفانگ راؤنڈ میں سب سے زیادہ میچ جمیکا کی ٹیم نے کھیلے یعنی 20 میچ اس ٹیم نے پہلی دفعہ عالمی کپ میں شرکت کی کوالیفانگ راؤنڈ میں 172 ریکارڈ ٹیموں نے شرکت کی۔ایران کی ٹیم نے بہترین کھیل پیش کیا اور 17 میچوں میں 57 گول کر کے سرفہرست رہی اس نے مالدیب آئی لینڈ کے خلاف 2 - 17 سے ریکارڈ فتح حاصل کی۔
ماہرین جو پیشگوئیاں کر رہے ہیں ان کے مطابق کوارٹر فائنلز کے متوقع مقابلے اسطرح ہو سکتے ہیں۔

اٹلی بمقابلہ فرانس
جرمنی بمقابلہ انگلینڈ
ہالینڈ بمقابلہ ارجنٹائن
یا
یوگوسلاویہ
برازیل بمقابلہ سپین

اس طرح فائنل میں برازیل اور جرمنی کا ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔
یہ تو وقت بتائے گا کہ فٹ بال کی بادشاہت کا تاج کس ٹیم کے سر پر ہوگا۔اس دفعہ فٹ بال کے شیدائیوں کو بہترین کھیل دیکھنے کو ملے گا۔اور یہ ورلڈ کپ مدتوں یاد رکھا جائے گا۔

بقیہ از صفحہ 43

کرتے ہیں کہ تمہارا مسیح عجیب ہے کہ سب نبیوں کو ایک بنا دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ ان کی حماقت نہیں بلکہ سوچی سمجھی شرارت ہے۔
آیت نمبر۹ میں فرمایا کہ ان کا بنیادی شک ذکر کے متعلق ہے۔ اور جب انہیں عذاب کے جھٹکے لگیں گے تو پھر سمجھنے کا سوال نہیں رہے گا۔ آیت نمبر۱۱ میں تمام زمانوں کے کفار کے لئے چیلنج ہے۔ اب تک جو سائنسی دریافت ہے وہ اس آیت کے مطابق ہے۔ کسی دوسرے کی ملکیت یا خالقیت کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ آیت نمبر۱۲ کے تعلق میں حضور انور نے حضرت مصلح موعود کی تفسیر سے جنگ احزاب کی آیت نمبر۲۴ اور سورہ قمر کی آیت نمبر۴۲ میں ہے بیان فرمائیں کہ گزشتہ زمانوں میں بھی احزاب بھاگتے رہے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اور ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا۔

(خدام سے درخواست ہے کہ براہ راست ایم ٹی اے سے استفادہ فرمائیں اور اپنے علم و عرفان میں ترقی و اضافہ کریں۔)

سی۔ایس۔ایس۔مقابلے کا امتحان

(مکرم سید برہان احمد صاحب ناصر لیکچرار ٹی۔آئی۔کالج۔ربوہ)

ہمارے نوجوانوں کی صحیح تعلیم و تربیت اور مناسب و موزوں کیرئیر کے انتخاب کے حصول میں مدد مستقبل میں وطن عزیز کی تعمیر سربلندی کا پیش خیمہ ہے۔ اسی غرض سے CSS کے بارے میں آپ کو معلومات فراہم کی جارہی ہیں تاکہ ہمارے ذہین خدام اعلیٰ تعلیم کے حصول کے بعد غیر ممالک میں جاکر محنت و مشقت کرنے کی بجائے اسی معاشرہ میں محنت کرکے اور CSS کا امتحان پاس کرکے وطن عزیز میں اعلیٰ ترقیات حاصل کریں۔

CSS (مقابلے کا امتحان) اختصار ہے (Central Superior Services) کا۔ جس سے مراد اعلیٰ سرکاری ملازمتوں کا امتحان ہے۔ تقسیم ہند سے قبل اسے ICS یعنی (Indian Civil Services) کہا جاتا تھا۔ یہ امتحان ہمارے ملک کی بیورو کریسی کی نرسری بلکہ Gate Way ہے۔ اس امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدوار براہ راست گریڈ 17 میں بھرتی کئے جاتے ہیں اور CSP آفیسر کہلاتے ہیں۔ اختیارات اور مراعات بے شمار ہونے کی وجہ سے ان کی اہمیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

پیشہ وارانہ گروپ

(Group Services)

CSS کا امتحان درج ذیل شعبوں میں ملازمتوں کے لئے لیا جاتا ہے۔

1۔ ڈسٹرکٹ مینیجمنٹ گروپ (D.M.G)
2۔ پولیس سروسز آف پاکستان
۳۔ کسٹم اینڈ ایکسائز گروپ
۴۔ فارن سروسز آف پاکستان
۵۔ کامرس اینڈ ٹریڈ گروپ
۶۔ انکم ٹیکس گروپ
۷۔ ملٹری لینڈز، اینڈ کنٹونمنٹ گروپ
۸۔ اکاؤنٹس گروپ
۹۔ پاکستان ریلویز گروپ
۱۰۔ انفارمیشن گروپ
۱۱۔ آفس مینجمنٹ گروپ
۱۲۔ پاکستان پوسٹل سروسز

ان شعبوں میں عموماً تقرری کے بعد کامیاب امیدواروں کے میرٹ کے ساتھ ساتھ ان کی ترجیح کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔

امتحان کا انعقاد

اس امتحان کا انعقاد سالانہ بنیادوں پر ہوتا ہے۔ فیڈرل پبلک سروس کمیشن ہر سال اپریل یا مئی میں امتحان کے انعقاد کا اعلان اخبارات کے ذریعہ کرتا ہے۔ جب کہ درخواست فارم جون میں وصول کئے جاتے ہیں۔ فیس عموماً 300 روپے ہوتی ہے جس میں کمی وبیشی کا امکان ہوتا ہے۔ اس رقم کے علاوہ اور کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی۔ سی ایس ایس کا امتحان ذرج ذیل چار مراحل پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱۔ تحریری امتحان، ۲۔ میڈیکل ٹیسٹ (طبی معائنہ)، ۳۔ سائیکالوجکل ٹسٹ (نفسیاتی جائزہ) ۴۔ انٹرویو

تحریری امتحان عموماً اکتوبر میں ہوتا ہے جبکہ نتیجہ عموماً آئندہ سال مارچ یا اپریل تک آجاتا ہے۔ کامیاب امیدواروں کا طبی اور

نفسیاتی معائنہ لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آخری اور اہم مرحلہ انٹرویو ہوتا ہے۔ اس کے بعد اکتوبر کے آخر میں نتیجہ کا اعلان ہوتا ہے اور کامیاب امیدواروں کو بعد ازاں ٹریننگ کیلئے سول سروسز اکیڈمی لاہور بھجوایا جاتا ہے۔

شرکت و داخلے کی شرائط و اہلیت

1۔ عمر کی حد:۔ امتحان میں شرکت کے خواہش مند امیدواروں کیلئے ضروری ہے کہ جس سال وہ امتحان میں شرکت کرنا چاہتا ہے۔ اسی سال یکم جولائی تک اس کی عمر 21 سال سے کم اور 30 سال سے زائد نہ ہو۔ البتہ اگر کسی امیدوار کا تعلق آزاد کشمیر یا قبائلی اور شمالی علاقہ جات سے ہو تو اسے تین سال کی رعایت دی جاتی ہے۔ اسی طرح وہ گورنمنٹ ملازمین جو مقررہ تاریخ تک کم از کم دو سال مسلسل سروس کر چکے ہوں انہیں پانچ سال کی رعایت ملتی ہے یعنی وہ 35 سال کی عمر تک CSS کے امتحان میں شرکت کر سکتے ہیں۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ کوئی امیدوار بھی تین مرتبہ سے زیادہ امتحان میں شرکت نہیں کر سکتا۔

2۔ تعلیمی قابلیت:۔ امتحان کے خواہش مند امیدواروں کیلئے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی فیکلٹی میں کم از کم گریجویٹ ہو یا کسی غیر ملک یونیورسٹی سے مساوی قابلیت کی سند رکھتا ہو۔ اس سلسلے میں دوسری شرط یہ ہے کہ گریجویشن میں تھرڈ ڈویژن حاصل کرنے والا امیدوار امتحان میں شرکت کا اہل نہیں تاوقتیکہ کہ وہ ماسٹرز ڈگری میں کم از کم سیکنڈ ڈویژن حاصل نہ کرے۔ البتہ وہ امیدوار جن کا تعلق دیہی سندھ، بلوچستان، شمالی و قبائلی علاقہ جات اور آزاد کشمیر سے ہو وہ اس شرط سے مستثنیٰ ہیں۔

3۔ سی۔ ایس۔ ایس کے مضامین:۔ اس امتحان کے مجموعی نمبر 1400 ہوتے ہیں۔ یعنی 500 نمبر لازمی مضامین کے۔ 600 نمبر اختیاری مضامین کے اور 300 نمبر نفسیاتی ٹسٹ اور انٹرویو کے۔

CSS کے لازمی مضامین

1۔ انگریزی مضمون نویسی English Essay۔ 50 نمبر
2۔ انگریزی English Precis&Composition۔ 100 نمبر
3۔ معلومات عامہ General Knowledge 50 نمبر
4۔ روزمرہ سائنس Everyday Science۔ 50 نمبر
5۔ حالات حاضرہ Curreant Affairs۔ 100 نمبر
6۔ معلومات پاکستان Pakistan Affairs۔ 100 نمبر
7۔ اسلامیات Islamiat۔ 100 نمبر

CSS کے اختیاری مضامین

اختیاری مضامین کی تعداد چالیس ہے۔ ان میں سے (درخواست فارم، پر موجود ہدایات کے مطابق) کل نمبر 600 کے مضامین کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ مضامین درج ذیل ہیں۔ وہ مضامین جن میں ہر ایک کے کل 100 نمبر ہیں اور ہر مضمون ایک پرچہ پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱۔ ایگریکلچر، ۲۔ فارسٹری، ۳۔ شماریات (Statistics)، 4۔ امریکن ہسٹری U.S.A History، ۵۔ کانسٹی ٹیوشنل لاء، ۶۔ مرکنٹائل لاء، ۷۔ مسلم لاء اینڈ جیورسپروڈنس، ۸۔ انٹرنیشنل لاء، ۹۔ انٹرنیشنل ریلیشنز، ۱۰۔ پشتو، ۱۱۔ پنجابی، ۱۲۔ بلوچی، ۱۳۔ سندھی، ۱۴۔ فرنچ، ۱۵۔ بنگالی، ۱۶۔ سوشیالوجی، ۱۷۔ پبلک ایڈمنسٹریشن

وہ مضامین جن میں ہر ایک کے کل نمبر 200 ہیں۔ ان میں سے ہر ایک مضمون کے دو Papers ہوتے ہیں۔

۱۸۔ اردو، ۱۹۔ انگریزی ادب، ۲۰۔ فارسی (Persian)، ۲۱۔ اکاؤنٹس اینڈ آڈیٹنگ، ۲۲۔ سیاسیات، ۲۳۔ اکنامکس، ۲۴۔ جرنلزم، ۲۵۔ پیور میتھمیٹکس (Pure Mathematics)، ۲۶۔ اپلائیڈ میتھمیٹکس Applied Mathematics، ۲۷۔ فزکس، ۲۸۔ کیمسٹری، ۲۹۔ جیالوجی، ۳۰۔ جغرافیہ، ۳۱۔ باٹنی، ۳۲۔ زوالوجی، ۳۳۔ اسلامک ہسٹری اینڈ کلچر، ۳۴۔ ہسٹری آف پاکستان اینڈ انڈیا،

۳۵۔ برٹش ہسٹری، ۳۶۔ یورپین ہسٹری، ۳۷۔ لاء، ۳۸۔ فلاسفی، ۳۹۔ نفسیات، ۴۰۔ عربی

نوٹ:۔ سوائے Languages کے پیپرز کے تمام مضامین انگریزی میں حل کرنے ہوتے ہیں۔ البتہ اسلامیات کا پرچہ اردو میں دیا جا سکتا ہے۔

تیاری کیسے کی جائے

امتحان کی تیاری سے قبل سب سے اہم مرحلہ مضامین کا انتخاب ہے۔ امیدوار کو چاہئے کہ سب سے پہلے اپنے ذہنی رجحان کے مطابق CSS کیلئے مضامین کا انتخاب کرے۔ اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ آپ نے گریجویشن یا پوسٹ گریجویشن کن مضامین کے ساتھ کی ہے۔ اگر آپ نے B.Sc یا ایم، ایس، سی بھی کیا ہوا ہے مگر آپ کا رجحان آرٹس مضامین کی طرف ہے تو آپ آرٹس یا سائنس دونوں کے مضامین لے سکتے ہیں۔ سینئر حضرات کے مشورے سے ایسے مضامین کا انتخاب جو باہم متعلق بھی ہوں۔ کم از کم دو مضامین تو ایسے ہو سکتے ہیں مثلاً اسلامک ہسٹری اینڈ کلچر اور ہسٹری آف پاکستان اینڈ انڈیا۔ ان کے ساتھ تیسرا مضمون اگر فارسی یا اردو منتخب کر لیا جائے تو اور زیادہ بہتر انتخاب بن جاتا ہے۔

ان تین مضامین کی بدولت لازمی مضمون پاکستان افیئرز بھی کافی حد تک تیار ہو جاتا ہے۔ مضامین کے انتخاب کے بعد موزوں کتب اور حوالہ جاتی کتب کا درست انتخاب کریں ویسے بھی F.P.S.C کی جانب سے شائع کردہ [illegible] میں ہر مضمون سے متعلق حوالہ جاتی کتب کی فہرست موجود ہوتی ہے۔

CSS محض جنرل نالج یا اچھی انگریزی ہی کا نام نہیں بلکہ اس کا مکمل سلیبس ہے جس کی مکمل تیاری کے بغیر کامیابی ناممکن تو نہیں البتہ دشوار ضرور ہے۔ جہاں تک تیاری کیلئے مطالعہ کے وقت کا تعلق ہے تو اس کے لئے کوئی پیمانہ مقرر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہر امیدوار مختلف ذہنی سطح کے ساتھ مختلف گھریلو، معاشرتی مسائل اور ماحول سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ جہاں آپ ارادہ کے ساتھ بھرپور تیاری کر رہے ہوں وہاں نماز کے ساتھ ساتھ پیارے آقا کو دعا کیلئے خطوط لکھنا نہ بھولیں۔ کہ اس طرح خدا کا فضل بھی آپ کے شامل حال ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے کامیابی عطا کرے۔ آمین

اعلان وفات

مکرمہ طیبہ طاہرہ صاحبہ اہلیہ مکرم لطیف احمد طاہر صاحب کارکن شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان مورخہ 98-5-22 بعمر 24 سال اچانک ہیضہ اور بخار سے بیمار رہنے کے بعد بقضائے الٰہی فضلِ عمر ہسپتال میں وفات پا گئیں۔ موصوفہ مکرم صوبیدار محمد شریف صاحب صدر محلّہ دارالفتوح ربوہ کی بہو اور مکرم عبدالغفار شاکر صاحب میموریل فوٹو سروس گول بازار ربوہ کی بیٹی ہیں۔ عزیزہ کو سیکرٹری وقفِ نو اور سیکرٹری خطبہ جات دارالصدر شرقی نمبر2 کی حیثیت سے خدمت دین کی توفیق ملی۔ ان کا جنازہ مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد نے بعد نماز جمعہ پڑھایا اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم محمد شریف صاحب صدر محلّہ دارالفتوح نے دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین

شعرائے احمدیت

محترم روشن دین تنویر صاحب

(مضمون نگار مکرم میر انجم پرویز صاحب ربوہ)

ولادت

محترم روشن دین صاحب تنویر ۲۰ اپریل ۱۸۹۲ء کو بمقام سیالکوٹ محلہ موری دروازہ میں پیدا ہوئے۔ "روشن دین" نام اور "تنویر" تخلص تھا۔ والد گرامی کا نام شیخ کالو تھا۔ یہاں اس بات کا ذکر بے سود نہ ہو گا کہ ابتدائے شعر گوئی میں محترم روشن دین صاحب "مسلم" تخلص کرتے تھے لیکن جلد ہی اسے ترک کر دیا اور "تنویر" تخلص اختیار کر لیا۔

تعلیم

محترم روشن دین تنویر صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے محلہ کی مسجد ہی سے حاصل کی۔ سکاچ مشن ہائی سکول سے ۱۹۰۹ء میں میٹرک کیا۔ آپ کے استادوں میں شمس العلماء مولوی میر حسن صاحب بھی شامل تھے۔ کچھ عرصہ اپنے والد گرامی کے کاروبار میں مصروف رہنے کے بعد مرے کالج سیالکوٹ میں داخلہ لے کر ۱۹۱۷ء میں بی۔ اے کیا۔ اس کے بعد آپ لاہور تشریف لے آئے جہاں یونیورسٹی لاء کالج میں ۱۹۲۲ء میں داخلہ لیا اور ۱۹۲۴ء میں ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان پاس کیا۔

تعلیم کے بعد کے حالات

ایل۔ ایل۔ بی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد محترم تنویر صاحب لاہور کی عدالتوں میں پریکٹس کرنے لگے۔ ۱۹۲۸ء میں اپنے بڑے بھائی شیخ عطاء محمد کی ترغیب پر ان کے کاروبار کی نگرانی اور قانونی معاملات کی دیکھ بھال کے لئے سوڈان تشریف لے گئے۔

تقریباً پانچ سال کا عرصہ مصر اور سوڈان میں گذارا۔ واپس آکر سیالکوٹ میں مقامی عدالتوں میں پریکٹس کرنے لگے۔ آپ ابتداء ہی سے وکالت کے پیشہ سے مفاہمت کرنا دشوار پاتے تھے۔ کسی مقدمے میں ذرا بھی اشکال ہوتا تو اسے زور بیان یا الفاظ کے ہیر پھیر سے چھپانے کی بجائے سائل کو صاف بتا دیتے کہ اس دعوے میں کیا کمزوری ہے۔ نتیجۃً وکالت برائے نام رہ گئی اور زیادہ تر وقت مطالعہ اور ادبی سرگرمیوں میں صرف ہونے لگا۔

قبول احمدیت

۱۹۳۹ء کے جلسہ سالانہ پر جبکہ خلافت ثانیہ کی پچیس سالہ جوبلی بھی منائی گئی تھی آپ کو قادیان جانے اور جلسہ میں شامل ہونے کا موقع ملا، جس سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ واپسی پر آپ کو حضرت مصلح موعود کا مشہور لیکچر "انقلاب حقیقی" مطالعہ کرنے کا موقع ملا جس کے نتیجے میں بالآخر ۱۹۴۰ء میں آپ احمدی ہو گئے۔ یہ عجیب اتفاق اور حکمت خداوندی ہے کہ آپ نے فروری ۱۹۴۰ء میں عیدالاضحیہ کے روز بیعت کی اور پھر ۳۲ برس بعد عیدالاضحیہ کے روز ہی آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کا کئی سال پہلے کا ایک شعر بھی تھا کہ

عید قرباں ہے مگر عید کا ساماں کہاں
جان قرباں کروں تن میں مگر جاں کہاں

روزنامہ الفضل کی ادارت

آپ بلند علمی ادبی ذوق رکھتے تھے۔ آپ کو شروع ہی سے شعر و شاعری سے تعلق رہا اور آپکی کئی بلند پایہ نظمیں اور غزلیں ملک

کے مشہور رسائل میں شائع ہوتی رہیں اور بہت پسند کی گئیں۔ اس کے علاوہ آپ نے متعدد مضامین بھی لکھے۔ قبولِ احمدیت کے بعد آپ کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوا۔ آپکا شعر و سخن کا فطری ذوق خالصۃً احمدیت کا رنگ میں رنگین ہو گیا۔ پھر آپ نے متعدد بلند پایہ مضامین بھی احمدیت کی تائید میں لکھے جو سلسلہ کے جرائد میں شائع ہو کر مقبول عام ہوئے۔ بالآخر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ کی جوہر شناس نظر نے آپ کو جماعت احمدیہ کے مشہور اخبار "روزنامہ الفضل" کی ادارت کے لئے چن لیا۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں آپ سیالکوٹ سے ہجرت کر کے قادیان آگئے اور بطور ایڈیٹر الفضل کام کرنے لگے۔ اس اہم اور نازک ذمہ داری کو آپ اپریل ۱۹۷۱ء کے آخر تک ۲۵ برس متواتر بڑے احسن طریقے سے ادا کرتے رہے۔

نثر نویسی

جناب روشن دین صاحب تنویر کا نثری سرمایہ وہ مضامین ہیں جو "الفضل" میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔ یہ مضامین اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں جب وہ ایڈیٹر کی حیثیت سے روزنامہ الفضل سے منسلک ہوئے۔ آپ جب کوئی مضمون تحریر فرمارہے ہوتے تو استغراق کا ایک عجیب عالم ہوتا تھا جس کو مکرم مسعود احمد دہلوی نے اپنے ایک مضمون میں یوں بیان کیا ہے :-

"تنویر صاحب مضمون لکھتے تھے تو ان پر محویت کا عالم طاری ہوتا۔ انھیں دنیا وما فیھا اور اردگرد کی کچھ خبر نہ ہوتی تھی وہ زیر غور موضوع میں ایک دفعہ ڈوب کر پھر ابھرتے تھے اور جب ابھرتے تھے تو صفحہ قرطاس پر لکھے ہوئے مضمون کی شکل میں آبدار موتیوں کا ایک خوشنما گچھا ان کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔"

(روزنامہ الفضل ۲۲ فروری ۱۹۷۲ء)

شاعری

جناب مسعود احمد صاحب دہلوی کو اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل کی حیثیت سے مسلسل ۲۵ سال تک جناب تنویر صاحب کی ادب نواز صحبت میں رہنے کا موقع ملا۔ پچیس سال کی اس رفاقت کے دوران انھیں تنویر صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ وہ تنویر صاحب کے سفرِ شعر و سخن کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں۔

"محترم تنویر صاحب نے بہت چھوٹی عمر میں شعر کہنے شروع کر دیئے تھے شعر گوئی کا ملکہ قدرت ایک عطیہ ہے اور .... یہ امر شک وشبہ سے بالا ہے کہ قدرت نے جناب تنویر صاحب کو اس بہرۂ وافر سے نوازا تھا۔ عمر میں پختگی کے ساتھ ساتھ آپ کی شاعری میں پختگی آتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اس دور کے معروف ادبی رسائل میں سے علی الخصوص ہمایوں 'نگار' ادبی دنیا اور نیرنگ خیال میں آپ کی نظمیں شائع ہونے لگیں اور بہت جلد وہ وقت بھی آیا کہ آپ کا شمار ملک کے بلند پایہ شاعروں میں ہونے لگا۔ ۱۹۲۱ء سے ۱۹۴۰ء تک کے زمانہ میں آپ کا کلام ادبی رسائل میں بکثرت شائع ہوتا رہا اور اسے قبولیتِ عام کی سند حاصل ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آپ آسمانِ ادب پر ایک درخشندہ ستارہ بن کر ابھرے .... قدرت اس تمام عرصہ میں آپ کی شعری اور ادبی صلاحیتوں کو ابھارتی اور اجاگر کرتی رہی .... تاکہ آپ کی یہ صلاحتیں اچھی طرح جِلا کے بعد آپکی زندگی میں ایک انقلاب انگیز موڑ آیا جس نے آپ کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور آپ تلاشِ حق میں سرگرداں رہنے اور افکار پریشاں میں غلطاں و پیچاں رہنے کی بجائے نفسِ مطمئنہ کی دولت لازوال سے مالا مال نظر آنے لگے.......اس کے بعد جذبہ دینی سے سرشار ہو کر ایسی ایسی مسحور کن نظمیں کہیں جو آپ کی اس نئی کیفیت کی آئینہ دار تھیں آپ کی نظموں نے نہ صرف آپ کی زندگی میں اسلام کا درد رکھنے والے دلوں کو گرمایا بلکہ یہ آنے والی نسلوں کے ایسے دردمند دلوں کو بھی گرماتی اور ان کے دینی ذوق و شوق اور ولولہ عشق کو فزوں سے فزوں تر کرتی رہیں گی۔"

(الفضل ۲۰ فروری ۱۹۷۲ء)

زنجیرِ گل

زنجیر گل محترم روشن دین صاحب تنویر کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو ۱۹۷۲ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔ زنجیر گل میں ۱۹۲۱ء سے ۱۹۴۱ء تک کا کلام شامل ہے۔ اس میں مختلف کیفیات اور تاثرات کا اظہار ملتا ہے۔ اس کا دیباچہ "تعارف" کے نام سے جناب لطیف احمد قریشی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ اس دیباچے میں تنویر صاحب کی نظموں اور غزلوں کے حوالے سے فنی خصوصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"جناب تنویر صاحب کی طبیعت میں شروع سے حقیقت کی تلاش کی خلش ملتی ہے اور یہی خلش ان کو کئی رنگ میں اپنے دور کا نمائیدہ اور شارح بنادتی ہے۔ وہ اپنی نظموں میں ایک مدت تک اس حقیقت کے لئے سرگرداں ملتے ہیں قریباً چیلنج کرتے سنائی دیتے ہیں۔

بہت جان جینے سے جھنجلا رہی ہے
خدا جانے جینے کا جنجال کیا ہے

(زنجیر گل صفہ ۸ دیباچہ۔ بار اوّل۔ از لطیف قریشی تحریر کردہ ۵ جنوری ۱۹۷۲ء)

صورِ اسرافیل

جناب روشن دین صاحب تنویر کا دوسرا شعری مجموعہ "صوراسرافیل" کے نام سے منظر عام پر آیا۔ جو ۱۶ دسمبر ۱۹۵۰ء کو شائع ہوا۔ اس میں متعدد نظمیں اور غزلیں شامل ہیں۔ "صوراسرافیل" ان کے ۱۹۴۰ء کے کلام پر مشتمل ہے۔ اس میں مذہبی نوعیت کے مضامین بیان کئے گئے ہیں اس وقت ان کے کلام میں ایک پختہ یقین، ایک واضح فلسفہ اور ہر چیز کی ایک واضح توجیہہ ملتی ہے۔

جناب روشن دین صاحب تنویر کی متعدد نظمیں اور غزلین زیادہ تر ان کے دور کے مشہور رسائل "ادبی دنیا" اور "نیرنگ خیال" کی زینت بنیں قبول احمدیت کے بعد آپ کا کلام صرف روزنامہ الفضل میں شائع ہوتا رہا خصوصاً ۱۹۴۰ء کے بعد جب آپ الفضل کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ آپکی نظموں اور غزلوں کی تعداد تقریباً2ہزار ہے۔

وفات

۲۷ جنوری ۱۹۷۲ء کو بروز جمعرات مختصر علالت کے بعد آپ بعمر (۸۰) اسی سال فضل عمر ہسپتال ربوہ میں انتقال فرما کر خالق حقیق سے جاملے۔ اس طرح حضرت سلطان القلم کی جماعت کا وہ بہادر سپوت ہمیشہ کے لئے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا، جو زندگی بھر قلمی جہاد کی صف اوّل میں شامل ہو کر اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے سینہ سپر رہا۔ اور جس کے مؤثر اور ولولہ انگیز دینی اشعار آج بھی ہمارے قلوب کو گرما رہے ہیں اور ہمیں یہ پیغام دے رہے ہیں :

جو دوری منزل سے ڈرتا ہے پلٹ جائے
جو ساتھ نہیں چلتا اس راہ سے ہٹ جائے
ہر ایک رکاوٹ کو رستہ سے ہٹانا ہے
پیغامِ مسیحائے موعود سنانا ہے

جماعت کے بعض دوسرے شعراء نے اس بزرگ صحافی، مشہور ادیب اور عظیم شاعر کی الم ناک وفات پر اپنے حزیں جذبات کو اشعار میں ڈھالا۔ ان شعراء میں سے مکرم عبدالسلام صاحب اختر بھی ہیں جنھوں نے جناب روشن دین صاحب تنویر مرحوم کی یاد میں ایک نظم بعنوان "ریاض مرسل احمد کا نغمہ خواں - تنویر" لکھی جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں :۔

رواں ہے جانبِ انوارِ جاوداں تنویر
ریاضِ احمدِ رسل کا نغمہ خواں تنویر
بھلا سکے گا نہ دَورِ جہاں کبھی اس کو
کہ خود تھا گردشِ دوراں کا رازداں تنویر

اس کے علاوہ مکرم یعقوب امجد صاحب نے بھی ایک "قطعہ

سنِ وفات "لکھا جو اس طرح ہے :-

اٹھ گیا روشن صحافت کا امام
شعر کی دنیا میں تھا جس کا مقام
جس کا خامہ ذوالفقارِ بے نیام
"صور اسرافیل" تھا جسکا پیام
ہاتفِ غیبی پکارا بر مزار
"داخلِ جنت ہوا زیبا نگار
(الفضل ۱۰ فروری ۱۹۷۲ء)

نمونہ کلام

ٹھہرے کوئی محفل میں اے شیخ تو کیوں ٹھہرے
تم اہلِ خرد ٹھہرے ہم اہلِ جنوں ٹھہرے
تنویر کے نغموں سے اغیار ہیں لب بستہ
اعجاز کے آگے کیا باطل کا فسوں ٹھہرے

سمندر میں تڑپنے کی تمنا ہے اگر دل میں
تو کر رگ رگ میں پہلے موج کی سی بے کلی پیدا
خراشِ گردشِ افلاک ہرگز سہہ نہیں سکتے
وہ تن آسان جو کرلیتے ہیں جانِ مخملی پیدا

پہلے فساد اور تھا آج فساد اور ہے
آج ہے اور معرکہ آج جہاد اور ہے
پہلے تھا حملۂ تبر، آج ہے حملۂ فرد
دینِ خدا کے ساتھ اُنھیں آج عناد اور ہے

گمراہی سمجھتے تھے ہم قلت دانش کو
اس عہد کی گمراہی دانش کی فراوانی

جھوٹ سے اک لمحہ تسکین پا تو لیتے ہیں مگر
جتنا پائیں گے بہت اتنا ہی کھوئیں گے بہت
یہ جہاں کشتِ عمل ہے اور ہم دہقان ہیں
اتنا کاٹیں گے بہت جتنا کہ بوئیں گے بہت

جب سے دیوانہ بن کے رہتے ہیں
عقلمندوں میں تن کے رہتے ہیں
یاد ان کی ہے رات کی رانی
صحن میں ہم چمن کے رہتے ہیں

یہ دیکھ دیکھ کے شیطان خوب ہنستا ہے
بنا ہے آدمی شیطان آدمی کے لئے!

کچھ نہیں درکار مجھ کو وصلِ جاناں کے بغیر
حشر میں سایہ نہ ہو کچھ ان کے داماں کے بغیر

کیوں مصیبت میں کہوں تجھ سے محبت نہ رہے
وہ محبت ہی نہیں جس میں مصیبت نہ رہے
کس لئے مانگ نہ لوں تیری رضا ہی تجھ سے
تاکہ پھر مانگنے کی مجھ کو ضرورت نہ رہے

تو شوق کی نگاہ سے دیکھے اسے اگر
کانٹے کی نوک روئے گلِ تر سے کم نہیں

ہو کائنات کی تجھے گر معرفت نصیب
ناچیز سنگریزہ بھی گوہر سے کم نہیں

طبّ وسائنس

دِل ہی تو ہے.....

(مرتّبہ: مکرم راجہ بُرہان احمد صاحب)

آج موضوع سخن ہے قلب نازک کا نظام
جسم انسانی میں حاصل ہے جسے عالی مقام
پھر اسی فیاض دل کا تذکرہ کرتا ہوں میں
زندگی کا جام جسکے حوض سے بھرتا ہوں میں

دل جسم انسانی کے چند بنیادی اعضاء میں سے ایک ہے جس پر ہماری زندگی کا انحصار ہوتا ہے۔ یہ دل جہاں اپنی روحانی، حسیاتی اور شاعرانہ اہمیت کا حامل ہے وہاں ہمیں اس کی جسمانی ساخت اور کام کے بارے میں جاننا بھی ضروری ہے۔ دل سینے کے اندر قدرے بائیں جانب، الٹے پان سے ملتی ہوئی شکل کا ایک عضو سینے کی ہڈیوں کی پیچھے اور دونوں پھیپھڑوں کے درمیان جس کی حرکت پر خون کی گردش کا مدار ہے۔ یہ مرکب ہے گوشت و عصب کا اور سرچشمہ ہے روح حیوان کا۔ انسانی دل چار خانوں پر مشتمل ہوتا ہے جب کہ مچھلی کا دو، مینڈک کا پانچ اور پرندوں کا بھی چار خانوں کا ہوتا ہے۔ جہاں تک انسانی دل کے سائز کا تعلق ہے تو یہ وزن، عمر اور مرد یا عورت کی مناسبت سے مختلف عمروں میں مختلف ہوتا ہے۔

گوشت کے اک لوتھڑے اور چند شریانوں کانام
منحصر ہے چار کمروں پر فقط اس کا نظام
جمع کرتا ہے یہ سارے جسم کا خون کثیف
پھیپھڑے مل کر بناتے ہیں جسے جنس لطیف

انسان کا دل جو خون کو بدن کے تمام حصوں کی طرف دھکیلتا ہے یعنی جسم انسانی میں پمپ کا کام دیتا ہے۔ یہ ایک سخت جھلی میں لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ جسے Pericardium کہتے ہیں۔ دل اور اس باریک حفاظتی جھلی کے درمیان ایک مائع بھرا ہوتا ہے جو دھڑکن کے وقت مزاحمت کم کرتا ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ دل کے چار خانے ہوتے ہیں۔ اوپر والے دو خانوں کو Atria ایٹریا اور نچلے دو خانوں کو Ventricles کہتے ہیں۔ جب کہ دل درمیان سے مساوی طور پر دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ دل کا دایاں حصہ گندے خون کا جب کہ بایاں صاف خون کا حامل ہوتا ہے۔ ایٹریا بدن سے خون کو جمع کرتا ہے اور وینٹریکل اس کو تقسیم کرتا ہے۔

Inferior Vena Cava اور Superior Vena Cava بالترتیب بدن کے اوپر اور نیچے کے حصہ سے گندہ خون دائیں Atrium میں لاتی ہیں۔ یہاں سے خون پہلے دائیں Ventricle اور پھر Pulmonary Artery کے ذریعے پھیپھڑوں میں صاف ہونے کیلئے چلا جاتا ہے۔

اس مصفی خون سے کرتا ہے فوارے کا کام
زندگی قائم ہے جس سے ہے یہی وہ اہتمام
گوشہ گوشہ جسم کا سیراب کر دیتا ہے یہ!
خلیہ خلیہ عرق خون ناب کر دیتا ہے یہ

پھیپھڑے خون کی صفائی کا نہایت اہم کام سرانجام دیتے ہیں۔
پھر آکسیجن، غذائی مادوں اور ہارمون سے بھرا یہ صاف خون Pulmonary Veins کے ذریعے بائیں Atrium میں آتا

دل کے سکڑنے کو Systole (سسٹول) اور پھیلنے کو Diastole (ڈایا سٹول) کہتے ہیں۔ خون Arteries کے ذریعے Capillaries (کیپی لریز) میں داخل ہوتا ہے۔ یہ خون کی سب سے باریک نالیاں ہیں جن کا قطر اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ خون کے خلیے صرف ایک قطار کی صورت میں گذر سکتے ہیں۔ ان کے ذریعے خون خلیوں کے بہت قریب پہنچ جاتا ہے۔ یہاں خون اور خلیوں کے درمیان تبادلہ ہوتا ہے خون سے آکسیجن، غذائی مادے اور ہارمونز جو خون پھیپھڑوں سے لیکر آرہا ہوتا ہے خلیوں میں نفوذ پذیر ہو جاتے ہیں اور خلیوں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ اور میٹابولزم سے پیدا ہونے والے غیر ضروری مادے خون میں نفوذ کر جاتے ہیں اور پھر یہ گندا خون دوبارہ وریدوں کے ذریعہ دل تک پہنچ جاتا ہے۔

Capillaries سب سے پہلے Marcello (مارسلو 1628-1694) نے دریافت کیں۔ جب کہ وہ مینڈک کے پھیپھڑے میں عام خوردبین کے ذریعے خون کی عام نالیوں کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ اس اٹالین اناٹومسٹ Anatomist نے زیادہ کام Bologna میں سرانجام دیا۔ دل اور خون کے نظام میں یہ ایک بڑی دریافت تھی۔)

باوجود اس کے کہ یہ دیتا ہے اور لیتے ہیں ہم
ظلم اس پر کتنے دانستہ بھی کر دیتے ہیں ہم
جب طعام خرب و شیریں ہضم کر لیتے ہیں ہم
دل کی شریانوں میں گویا زہر بھر دیتے ہیں ہم
اپنی شریانوں کو تب مسدود کر لیتا ہے یہ
زندگی کو اس طرح محدود کر لیتا ہے یہ
گردش خون اس طرح محدود ہو جاتی ہے جب
درد سے بے چین ہی رہتے ہیں پھر ہم روز و شب
حکم ہے اس کو کہ یہ دن بھر چلے، شب بھر چلے
جب یہ تھک جائے تو ہم کہتے ہیں اب ہم مر چلے

ہے۔ یہاں سے یہ بائیں وینٹریکل میں (بائی کسپڈ یا مائیٹرل والو) Bicuspid or mitral valve کے ذریعے آتا ہے۔ بائیں وینٹریکل کے سکڑنے پر خون Aorta کے ذریعے تمام جسم کو پہنچتا ہے۔

یہاں میں یہ بتاتا چلوں کہ Heroplilus of Chalcedon (ہیروفیلس آف چالسی ڈن) جو 300 قبل مسیح کے قریب یونانی طب کا استاد تھا اور جس نے اسکندریہ میں کام کیا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے Arteries اور Veins میں فرق دریافت کیا۔ اسی طرح William (1578-1657) وہ انگریز سرجن تھا جس نے خون کے انسانی جسم میں نقل و حرکت کے اصول دریافت کئے۔

درحقیقت تاجدار جسم انسانی ہے یہ!
عقل و دانش، علم و حکمت کی فراوانی ہے یہ
خون کی تقسیم میں دیکھیں تو کیا لیتا ہے دل
خود تو کم لیتا ہے اوروں کو بہت دیتا ہے دل

زندہ انسان کا دل مسلسل دھڑکتا ہے۔ یہ پوری گردش 0.8 سیکنڈ لیتی ہے اور دل کے عضلات ہر دھڑکن کے درمیان 0.1 سے 0.3 سیکنڈ تک مکمل آرام کرتے ہیں۔ دل کے دھڑکنے کی یہ آوازیں سینے پر کان رکھنے سے با آسانی سنی جا سکتی ہیں۔ یہ آوازیں کلاسیکل ہوتی ہیں جن کو ہم Lubb-dubb (لب ڈب) سے واضح کر سکتے ہیں۔ یہ آوازیں دل کی مختلف بیماریوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں جنہیں ایک دل کا ماہر ڈاکٹر ہی سمجھ سکتا ہے۔

امدادی کتب

1- The Human Body. The World Book Encyclopedia of Science Volume VII. World Book, Inc. a Scott Fetzer Company Chicago. Consultant Editor: Anv Kramer.

2- Everyman's Encylopaedia. Sixth Edition 1978. Volume VI. Editor D.A.Cirling. JM Dent & Sons Ltd.

(اس مضمون میں درج اشعار پاکستان کے معروف سرجن مکرم جنرل ڈاکٹر محمود الحسن کے مجموعہ کلام "شہد سم" کی نظم "قلب نازک کا نظام" سے لئے گئے ہیں۔)

رپورٹ بیالیسویں سالانہ تربیتی کلاس

ـــــ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ـــــ

(رپورٹ مکرم مسعود احمد صاحب سلیمان مہتمم تربیت۔ ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس)

الحمدللہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو امسال بھی مورخہ 2 مئی تا 17 مئی بیالیسویں سالانہ تربیتی کلاس کے کامیاب انعقاد کی توفیق ملی۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور لطف و احسان کے سائے تلے پاکستان کے دور دراز علاقوں سے آنے والے طلباء نے اس پندرہ روزہ کلاس میں تعلیمی، اخلاقی، روحانی اور جسمانی تربیت حاصل کی۔ خدا کرے کہ جو کچھ انہوں نے یہاں سے علمی طور پر سیکھا وہ انکی زندگیوں کا حصہ بن جائے۔

کلاس کے جملہ انتظامات کو سرانجام دینے کیلئے درج ذیل شعبہ جات قائم کئے گئے تھے۔ جنکے ناظم مرکزی عاملہ کے ممبران تھے۔

۱۔	ناظم اعلیٰ	خاکسار مسعود احمد سلیمان
۲۔	نائب ناظم اعلیٰ	مکرم انصار احمد نذر صاحب
۳۔	نائب ناظم اعلیٰ	مکرم سلیم الدین صاحب
۴۔	ناظم رابطہ و روشنی	مکرم حافظ عبد الاعلیٰ صاحب
۵۔	ناظم تدریس	مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب
۶۔	ناظم نظم و ضبط	مکرم قمر احمد کوثر صاحب
۷۔	ناظم کھیل و وقار عمل	مکرم راجہ رشید احمد صاحب
۸۔	ناظم تربیت	مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب
۹۔	ناظم طبی امداد	مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب
۱۰۔	ایڈیشنل ناظم طبی امداد	مکرم ڈاکٹر سمیع الاحمد صاحب
۱۱۔	ناظم مشق تقاریر، سٹیج و انعامات	مکرم فخر الحق شمس صاحب
۱۲۔	ناظم خوراک	مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب
۱۳۔	ناظم رہائش	مکرم حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب
۱۴۔	ناظم آب رسانی و صفائی	مکرم خلیل احمد صاحب تنویر

۱۵:- ناظم استقبال ورجسٹریشن — مکرم امین الرحمن صاحب

۱۶- ناظم سمعی وبصری — مکرم سلیم الدین صاحب

۱۷- ناظم حاضری ونگرانی — مکرم ظفر اللہ خان صاحب طاہر

۱۸- کمیٹی عملی پروگرام — (نگران) مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب اشرف

(ممبران) مکرم مسعود احمد سلیمان صاحب، مکرم حافظ حفیظ الرحمن،

مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب، مکرم قمر احمد کوثر صاحب،

مکرم فخر الحق شمس صاحب، مکرم امین الرحمن صاحب،

مکرم راجہ رشید احمد صاحب

باضابطہ ڈیوٹیوں کا آغاز اگرچہ دوماہ قبل ہی تربیتی کلاس کی تیاری شروع ہو چکی تھی تاہم مورخہ 28 اپریل کو شعبہ حاضری نگرانی کے تحت تمام شعبہ جات کے ناظمین، نائب ناظمین اور معاونین کا اجلاس ہوا جس میں محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے موقعہ کی مناسبت سے ہدایات دیں۔ جس کے ساتھ ہی باقاعدہ ڈیوٹیوں کا آغاز ہو گیا۔

افتتاح مورخہ 2 مئی 1998ء کو کلاس کا افتتاح محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب ناظر بیت المال آمد نے فرمایا۔ آپ مجلس خدام الاحمدیہ کے خوش نصیب ابتدائی اراکین میں سے ہیں آپ نے اپنے افتتاحی خطاب میں مجلس خدام الاحمدیہ کے ابتدائی دور کی چند حسین یادوں کا تذکرہ کرتے ہوئے طلباء کو خصوصی طور پر اطاعت کرنے اور عبادات میں باقاعدگی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔

روزانہ کا پروگرام اس کلاس سے طلباء کو زیادہ سے زیادہ مستفیض کرنے کیلئے روزانہ کی مصروفیات کا تفصیلی پروگرام تشکیل دیا گیا جسکے مطابق قریباً 7 گھنٹے طلباء کے آرام کیلئے مخصوص تھے جبکہ قریباً 17 گھنٹے طلباء مصروف عمل رہتے۔ باجماعت نماز تہجد سے روزانہ کی مصروفیات کا آغاز ہوتا۔

درس حدیث نماز فجر کے بعد درسِ حدیث ہوتا۔ جسمیں مدرسین نے تلاوت قرآن کریم کی اہمیت، سچائی، برکات درود شریف، نرم اور پاک زبان کا استعمال، وقفِ زندگی کی برکات، کھانے پینے کے آداب، محاسبہ نفس، نماز کی اہمیت، علم کی ضرورت واہمیت، وسعت حوصلہ اور انفاق فی سبیل اللہ جیسے موضوعات پر مدرسین نے آنحضرت محمد ﷺ کا اسوہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے درخشندہ پہلوؤں کو اجاگر کیا۔

اجتماعی ورزش درس حدیث کے معاًبعد طلباء کو جسمانی طور پر چاک وچوبند رکھنے کیلئے اجتماعی ورزش کروائی جاتی رہی۔ اسلام آباد کے ایک مخلص خادم مکرم سید نادر سیدین صاحب نے طلباء کو جوڈو کراٹے کی ابتدائی معلومات بہم پہنچائیں اور عملی مظاہرہ کر کے دکھایا۔ آپ اس مقصد کے

لئے بطور خاص تشریف لائے تھے۔

ناشتہ و دعا طلباء کے لئے طعام کا انتظام حسب سابق دار الضیافت میں تھا۔ جہاں بروقت کھانے کا اہتمام حسن انتظام سے کیا گیا۔ اور کسی قسم کی کوئی شکایت پیدا نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین) ناشتے کے بعد روزانہ طلباء کی ایک تعداد بہشتی مقبرہ دعا کے لئے جاتی رہی۔

تدریس صبح 7:00 بجے ایوان محمود میں طلباء کی حاضری ہوتی۔ 15 منٹ طلباء تلاوت قرآن کریم کرتے۔ باقاعدہ تدریس کا آغاز 7:30 پر ہوتا جو نصف گھنٹہ وقفہ کے ساتھ 12 بجے تک جاری رہتی۔ اسمیں قرآن کریم ناظرہ، باترجمہ، حدیث، کلام، عربی اور فقہ جیسے اہم موضوعات کے پیریڈز رکھے گئے تھے۔ علاوہ ازیں ایک پیریڈ علمی و معلوماتی لیکچرز کے لئے مختص تھا۔ ان لیکچرز میں تعلیمی مشورے، M.T.A کا نظام، ہومیوپیتھی، لائبریری کی اہمیت، سائنس، نظام وصیت، تعارف نظام جماعت و خدام الاحمدیہ، کھیل و ورزش کی اہمیت، حفظان صحت وغیرہ موضوعات شامل تھے۔ جن میں طلباء نے غیر معمولی دلچسپی لی۔ نیز طلباء میں تقریر کا ملکہ پیدا کرنے کے لئے ہر روز مشق تقریر کا بھی ایک پیریڈ رکھا گیا تھا۔ تدریس کے بعد طلباء دوپہر کا کھانا کھاتے۔ پھر ایوان محمود میں نماز ظہر باجماعت ادا کی جاتی۔ نماز عصر تک طلباء کے آرام کا وقت رکھا گیا تھا۔

تقاریر علماء سلسلہ نماز عصر باجماعت کے بعد علماء سلسلہ کی تقاریر کا اہم پروگرام رکھا گیا تھا۔ اس پروگرام میں درج ذیل موضوعات پر علماء نے خطاب فرمایا۔ حضرت اقدس کی نظر میں ایک احمدی کے اوصاف، دعوت الی اللہ اور شبان احمدیت، نظام وصیت کی ضرورت اور برکات، ہمارے اسلاف کے پاک نمونے، مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے، جماعت احمدیہ کا مالی نظام اور اسکی برکات، آنحضرت محمد ﷺ کا انداز تربیت، تربیتی کلاس کے مقاصد وغیرہ۔

کھیل و وقار عمل شام کو طلباء کھیلنے کے لئے مختلف گراؤنڈز میں جاتے۔ طلباء کے لئے مختلف کھیلوں کا انتظام کیا گیا تھا مگر طلباء کی کثیر تعداد سوئمنگ پول پر نظر آتی۔ جس سے طلباء خوب لطف اندوز ہوتے۔ طلباء کے لئے فری سوئمنگ کا انتظام کیا گیا تھا۔

اس دوران روزانہ طلباء کا ایک حزب وقار عمل کرتا۔ وقار عمل کے ذریعہ بیت اقصیٰ کے ماحول اور لنگر خانہ نمبر 1 کی صفائی کی گئی۔

نماز مغرب نماز مغرب کے علاوہ دیگر تمام نمازوں کا باجماعت انتظام ایوان محمود میں ہی تھا۔ مغرب کی نماز طلباء بیت المبارک میں ادا کرتے۔ جہاں نماز کے بعد خصوصی درسوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ یہ پروگرام بھی طلباء کی تربیت میں بہت موثر ثابت ہوا۔ اسکے بعد طلباء رات کا کھانا کھاتے اور عشاء کی نماز کے لئے ایوان محمود آجاتے۔

خلافت سے وابستگی (الف) خلافت کے ساتھ زندہ گہرا اور محبت کا مضبوط تعلق استوار رکھنے کے لئے نماز عشاء کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے درسوں کے علاوہ بعض اور پروگراموں کی ریکارڈنگ بھی دکھائی جاتی رہی۔

(ب) حضور انور ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ براہ راست دکھانے کا انتظام بھی کیا گیا۔

(ج) اطاعت امام کی روح برقرار رکھنے کے لئے ایک خطبہ میں حضور انور کی طرف سے ارشاد فرمودہ مندرجہ ذیل دعا کی نقول تیار کر کے طلباء میں

تقسیم کی گئیں تا کہ طلباء انہیں یاد رکھیں اور حضور کے ارشادات کے مطابق بکثرت اسکا ورد کریں۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ"

(د) خطبات امام میں طلباء کی دلچسپی کو اور بڑھانے کے لئے تازہ ترین خطبہ کے متعلق ایک سوالنامہ تیار کیا گیا تھا۔ طلباء کی بھاری تعداد نے درست جوابات دیئے۔ بہترین جوابات دینے والے طلباء کو انعام کا بھی حق دار ٹھہرایا گیا۔

(س) خلافت سے تعلق اور محبت بڑھانے کیلئے جہاں حضور انور ایدہ اللہ کے پروگرام دکھائے گئے وہاں حضرت مصلح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے خطبات میں سے منتخب حصے طلباء کو سنائے گئے۔ طلباء نے محبت اور شوق سے یہ خطبات سنے اور بعض طلباء نے انکی ریکارڈنگ بھی حاصل کی۔

(ش) طلباء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھنے کی بھی تحریک کی گئی۔ چنانچہ طلباء کی بھاری تعداد نے کلاس کے ایام میں دعائیہ خطوط لکھے۔

زیارت مرکز جمعہ کے روز طلباء کے لئے زیارت مرکز کا پروگرام مرتب کیا گیا۔ ہر حزب کی رہنمائی کے لئے ایک گائیڈ مقرر تھا۔ جسکے ہمراہ طلباء نے قریباً 4-3 گھنٹے کی سیر کی۔ جسمیں مرکزی دفاتر، بہشتی مقبرہ، ہسپتال، خلافت لائبریری، بیوت الحمد، بیت اقصیٰ، جامعہ احمدیہ، ڈگری کالج وغیرہ مقامات کی سیر کی۔ ان مقامات کی تفاصیل سے بھی آگاہ کیا گیا۔

مقابلہ مضمون نویسی طلباء میں تحریر کا ملکہ پیدا کرنے کے لئے دو مقابلہ جات کروائے گئے۔

1- مقابلہ صبح کی سیر۔ طلباء کی کثیر تعداد نے زیارت مرکز کو الفاظ کی شکل میں بہت خوبصورت انداز میں ڈھال کر مضامین تیار کئے۔

2- مقابلہ مضمون نویسی- اسکے لئے 10 مخصوص عناوین دیئے گئے تھے۔ طلباء کی خاصی تعداد نے اسمیں حصہ لیا۔ ان موضوعات میں ہمارا خدا اور سیرت آنحضرت محمد ﷺ پر سب سے زیادہ مضامین موصول ہوئے۔

اجتماعی وقار عمل جمعہ کے روز جمعہ کی تیاری سے قبل احاطہ ایوان محمود میں جہاں طلباء کی رہائش کا انتظام تھا۔ رہائش گاہوں کا اجتماعی وقار عمل کیا گیا۔ طلباء نے نہایت جوش وخروش سے اپنے تمام ماحول کی صفائی کی۔

پکنک طلباء کی دلچسپی قائم رکھنے کے لئے ایک دن عملی پروگرام کے لئے مختص تھا۔ صبح ناشتے کے بعد طلباء کو یکووالہ نہر جو ربوہ سے قریباً 10 کلومیٹر دور ہے لے جایا گیا۔ وہاں کھیلوں کے بعض دلچسپ مقابلہ جات ہوئے۔ جن میں دوڑ، کلائی پکڑنا، رسہ کشی، ثابت قدمی اور کبڈی کے مقابلہ جات سے طلباء لطف اندوز ہوئے۔ طلباء نہر سے بھی لطف اندوز ہوئے۔ دوپہر کھانے اور نماز باجماعت کے بعد ایک مزاحیہ پروگرام بھی تھا جسمیں بعض طلباء نے لطائف، دلچسپ خاکے، مزاحیہ نظمیں، مشاعرہ اور خبریں وغیرہ پیش کئے۔ حاضرین اس سے بہت لطف اندوز ہوئے۔

مجلس سوال و جواب مورخہ 14 مئی کو بعد نماز عصر ایک مجلس سوال وجواب کا انعقاد بھی کیا گیا۔ جسمیں سلسلہ کے جید علماء نے طلباء کے سوالات کے جواب دیئے۔

ٹوپی کو رواج دینا امسال خصوصی طور پر طلباء میں ٹوپی پہننے کے رجحان کو پیدا کیا گیا-اس مقصد کے لئے احاطہ ایوان محمود میں عارضی طور پر لگائے گئے خورد ونوش کے سٹال پر مختلف اقسام کی ٹوپیاں رکھی گئیں-بعض مستحق طلباء کو محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے مفت ٹوپیاں فراہم کیں- قریباً تمام طلباء نے ٹوپیاں حاصل کیں طلباء کو صدقات کی بھی تحریک کی گئی چنانچہ بہت سے طلباء نے دل کھول کر صدقات میں حصہ لیا-

ہائیکنگ کی ترغیب ہائیکنگ کا شوق پیدا کرنے کی خاطر ایک خصوصی لیکچر کروایا گیا- جسکے ساتھ ہائیکنگ کے سامان پر مشتمل ایک نمائش بھی کروائی گئی-اسمیں بھی طلباء نے گہری دلچسپی ظاہر کی-

سائقین کا نظام طلباء کو مختلف احزاب میں تقسیم کیا گیا تھا-ہر حزب پر ایک سائق مقرر کیا گیا تھا- جسے اس کے تمام مفوضہ امور تفصیل سے سمجھادئے گئے تھے-چنانچہ سائقین نے نہایت ذمہ داری سے اپنے فرائض سرانجام دیئے اور روزانہ کی میٹنگ میں اپنی تفصیلی رپورٹ پیش کرتے رہے-اس سے جہاں انتظامیہ کلاس کی مدد ہوئی وہاں ان طلباء میں انتظامی امور کی صلاحیتیں بھی پیدا ہوئیں-

تحریری امتحان مورخہ 15 مئی کو طلباء کا تحریری امتحان لیا گیا- جسکے خصوصی انتظامات کئے گئے تھے- طلباء نے نظم وضبط سے امتحان دیا-

ناظمین ایام کا نظام تمام شعبہ جات کی نگرانی اور رہنمائی کے لئے روزانہ مرکزی عاملہ کے ایک ممبر کو ناظم الیوم بنایا جاتا جو صبح سے رات تک کے تمام پروگراموں کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ ایک تفصیلی رپورٹ فارم پر بھجواتا-اس سے انتظامی معاملات پر گہری نظر رہتی اور پیدا ہونے والی کمزوریوں اور خامیوں کے فوری ازالہ کا موقع ملتا رہا-

سروے فارم خوب سے خوب تر کی جستجو میں ایک سروے فارم تیار کر کے اختتام کلاس پر تمام طلباء سے پُر کروایا گیا- جسمیں طلباء نے دل کھول کر اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا اور بعض قیمتی مشورے بھی دیئے-انہیں انشاءاللہ آئندہ مدنظر رکھا جائے گا-

اختتامی تقریب و تقسیم انعامات مورخہ 17 مئی 1998ء کو صبح 8:30 بجے کلاس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی جسکے مہمان خصوصی امیر صاحب مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب تھے- تلاوت، عہد، نظم اور ترانے کے بعد آپ نے پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے-بعد میں اپنے اختتامی خطاب میں آپ نے طلباء کو نصیحت کی کہ جو کچھ انہوں نے یہاں سے سیکھا ہے اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور ان نیکیوں جو انہوں نے یہاں سے سیکھا واپس جا کر دوسروں میں منتقل کریں- نیز آپ نے نصیحت فرمائی کہ طلباء MTA سے منسلک ہو جائیں اور اس آسمانی مائدہ سے اپنی جھولیاں بھر لیں- دعا کے ساتھ اس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا-

اللہ تعالیٰ تمام انتظامیہ تربیتی کلاس اور جملہ کارکنان و معاونین کو اجر عظیم سے نوازے جنہوں نے شب و روز محنت اور دعاؤں سے اپنے فرائض کی باحسن تکمیل فرمائی- فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء-

محترم عبید اللہ علیم صاحب انتقال فرما گئے

یہ خبر بڑے افسوس اور دکھ کے ساتھ سنی جائیگی کہ ملک کے معروف اور نامور احمدی شاعر محترم عبید اللہ علیم صاحب 18 مئی 1998ء کو کراچی میں انتقال فرما گئے۔

محترم علیم صاحب بھوپال میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محترم کا تعلق سیالکوٹ کی بٹ برادری سے تھا۔ آپ نے کراچی یونیورسٹی سے اردو ادب میں ایم۔اے کیا۔ پہلے ریڈیو اور پھر 1967ء سے 78ء تک کراچی ٹی وی کے پروڈیوسر رہے۔ اور احمدی ہونے کے جرم میں ملازمت سے نکالے گئے۔

آپ کا شمار اردو کے چوٹی کے شعراء میں ہوتا تھا۔ 1974ء میں آپ کا پہلا مجموعہ کلام "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں" شائع ہوا۔ جس کو ملک کا سب سے بڑا ادبی انعام "آدم جی پرائز" دیا گیا۔

آپ کا دوسرا مجموعہ کلام "ویران سرائے کا دیا" چند سال قبل شائع ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند فرمائے اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین

(ادارہ۔خالد)

ع "لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں مَیں"

گذرو نہ اِس طرح کہ تماشا نہیں ہوں مَیں
سمجھو کہ اَب ہوں اور دوبارہ نہیں ہوں مَیں

اِک طبعِ رنگ رنگ تھی سو نذرِ گُل ہوئی
اب یہ کہ اپنے ساتھ بھی رہتا نہیں ہوں مَیں

تم نے بھی میرے ساتھ اُٹھائے ہیں دُکھ بہت
خوش ہوں کہ راہِ شوق میں تنہا نہیں ہوں مَیں

پیچھے نہ بھاگ، وقت کی اے ناشناس دھوپ
سایوں کے درمیان ہوں، سایہ نہیں ہوں مَیں

(عبید اللہ علیم صاحب)

محبتوں کے یہ دریا اُتر نہ جائیں کہیں
جو دِل گلاب ہیں زخموں سے بھر نہ جائیں کہیں

ابھی تو وعدہ و پیماں ہیں اور یہ حال اپنا
وصال ہو تو خوشی سے ہی مر نہ جائیں کہیں

یہ رنگ چہرے کے اور خواب اپنی آنکھوں میں
ہوا چلے کوئی ایسی بکھر نہ جائیں کہیں

جھلک رہا ہے جن آنکھوں سے اب وجود مرا
یہ آنکھیں، ہائے یہ آنکھیں مکر نہ جائیں کہیں

پکارتی ہی نہ رہ جائے یہ زمیں پیاسی؟
برسنے والے یہ بادل گزر نہ جائیں کہیں

نڈھال اہلِ طرب ہیں کہ اہل گلشن کے
بجھے بجھے سے یہ چہرے سنور نہ جائیں کہیں

فضائے شہر عقیدوں کی دھند میں ہے اسیر
نکل کے گھر سے اب اہلِ نظر نہ جائیں کہیں

(عبید اللہ علیم صاحب)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی بیالیسویں سالانہ تربیتی کلاس ۱۹۹۸ء کی اختتامی تقریب کے موقع پر مہمانِ خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب۔ — آپ کے دائیں محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور بائیں مکرم مسعود احمد صاحب سلیمان ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس ۱۹۹۸ء تشریف فرما ہیں۔

مکرم ناظم صاحب اعلیٰ — تربیتی کلاس ۱۹۹۸ء کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں

Monthly **Khalid** Rabwah

June 1998 | Editor. Sayyed Mubashir Ahmad Ayaz | Regd. No. CPL-139

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کے سالانہ اجتماع ۱۹۹۸ء کی افتتاحی تقریب کے لئے محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان، محترم نواب مودود احمد خان صاحب امیر جماعتِ احمدیہ کراچی، محترم چوہدری منیر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ کراچی اور مکرم محمد طارق سجاد صاحب قائد ضلع کراچی تشریف لا رہے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کے سالانہ اجتماع ۱۹۹۸ء کا ایک منظر